بات تو یہ ہے کہ خود کابل کٹھ پتلی انتظامیہ بھی انتخابات کے بارے میں مطمئن نہیں ہے۔ گذشتہ دس سالوں کے حالات سے یہ بات سامنے آ چکی ہے کہ خلق و پرچم دھڑوں کے درمیان اختلافات میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور ایسی صورت حال میں کسی بھی ملک میں صحیح معنوں میں انتخابات کرانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

روس کی براہ راست فوجی مداخلت کے بعد انہوں نے افغانستان کے تمام امور پر کڑی نظر رکھی۔ یہی وجہ تھی کہ کارمل اپنے ڈکٹیٹر شپ کو جاری نہ رکھ سکا اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے مخالفوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں روسیوں نے اسے خود مسند اقتدار سے ہٹا دیا اور نجیب کو اس کا جانشین مقرر کیا۔ اس طرح افغانستان میں ایک تکونی حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ بالکل اسی طرح جیسے روس میں برزنیف پودگورنی اور کوسیگن کے ذریعے ایک "تکونی" حکومت بنائی گئی تھی۔ افغانستان میں نجیب، ببرک اور کشتمند تھے لیکن جیسے برزنیف نے اپنے رفقاء کو اپنے قریب سے دور کر کے حکومت کا مکمل اقتدار سنبھالا تھا، بعینہ نجیب نے بھی اپنے آقا گورباچوف کی ہدایت پر ببرک کو معزول کیا اور کشتمند کی قانونی صلاحیتوں میں خاصی کمی کر دی۔ گورباچوف نے روس کے گذشتہ حکمرانوں پر نکتہ چینی کا آغاز کر کے ڈیموکریسی کی باتیں شروع کی ہیں۔ اسی طرح گورباچوف نے غلام (نجیب) کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے صلح و آشتی کے نام سے ڈیموکریسی عبوری حکومت اور انتخابات کا ڈھونگ رچائے۔ مگر اصل مقصد کو نہ بھلایا جائے۔

خلاصہ یہ کہ خلق و پرچم پارٹیوں کے دھڑوں میں ردو بدل بھی خود روسی کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اور آزادانہ انتخابات میں نجیب کسی بھی صورت میں ملک کا صدر منتخب نہیں ہو سکتا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ جب نجیب اپنی پارٹی کے اندر آزادانہ انتخابات کی جرأت اور صلاحیت نہیں رکھتا، وہ عوام کا ہر دلعزیز کیسے ہو سکتا ہے۔ آزادی اور انتخابات کے خلاف کمیونسٹوں کی ڈکٹیٹر شپ کا ہم گذشتہ دس برسوں کے دوران بخوبی جائزہ لے سکتے ہیں۔ گذشتہ دس برسوں کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ ترہ کئی کو اپنے وفادار شاگرد کے ذریعے کیسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ امین کیسے مسند اقتدار پر پہنچا، امین کیسے مارا گیا اور اس کی جگہ ببرک کارمل نے کیسے لی؟ آخر کار ببرک کو مسند اقتدار سے ہٹا کر کس طرح نجیب کو اقتدار سونپا گیا۔ پہلے ببرک کو پارٹی کے ایک ممبر کی حیثیت دی گئی اور پھر جلد ہی اسے اور اس کے حواریوں کو اہم پوسٹوں سے ہٹا دیا گیا۔ یہ سب اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ کمیونسٹوں میں وحدت کا فقدان ہے۔ پارٹی میں جو ردو بدل ہوتی ہے اسے نجیب اپنے آقاؤں کے اشاروں پر کرتا ہے۔ ملحوظات فوق کو مدنظر رکھتے ہوئے ثابت ہوا کہ روسی حلقہ بگوش غلام کمیونسٹ درحقیقت انتخابات کرانے کے حق میں نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ اس قسم کی ان کے ذہنوں میں کوئی بات بھی نہیں۔

روس نواز افغان کمیونسٹوں نے انتخابات کرانے کے لئے دس دن کی مدت تعین کئے، تاکہ وہ علاقے میں خود ساختہ انتخابی مہم چلا سکے۔ اگرچہ انہیں اس بات کا پورا پورا یقین تھا کہ عوام ان کے جھوٹے نعروں سے نفرت کرتے ہیں۔ اور ان کے انتخابات کو ضرور ناکام بنا دیں گے یہی وجہ تھی کہ انہوں نے انتخابات کی مدت کو دس یوم رکھا تاکہ ان کے سرکاری، سول اور فوجی ملازمین اور نجی کاروبار کرنے والے کمیونسٹ بار بار پولینگ سٹیشنوں پر جا کر اپنے ووٹ کے علاوہ کئی اور ووٹ بھی ڈال سکیں۔

کمیونسٹ ملکوں میں انتخابات صرف ایک ہی گھوڑ سوار کی حیثیت رکھتا ہے۔ روس اور دوسرے کمیونسٹ ملکوں میں انتخابات لڑنے والے کا تعین صرف اس مجوزہ پارٹی کرتی ہے۔ لہٰذا افغانستان میں بھی انتخاب لڑنے والوں کے نام کا تعین پارٹی کی مخصوص کمیٹی کے ذریعے کیا گیا جسے

(باقی صـ۲۳ پر)

ڈاکٹر عبداللہ محسن ۔ لاہور

عالمِ اسلام کی ذِمّہ داری

اس وقت دنیا پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اکثر مسلمان ممالک غیروں کے ظلم و ستم کا شکار ہیں، فلسطین افغانستان، کشمیر اور ہندوستان ہر جگہ مسلمان غیر مسلموں کے ظلم سہنے پر مجبور ہیں، غور سے دیکھا جائے تو یہ بات آشکار ہوگی۔ کہ مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے پیچھے درحقیقت دو سپر طاقتوں کا ہاتھ ہے۔ یہ بڑی طاقتیں بظاہر تو ایک دوسرے سے متحارب نظر آتی ہے۔ لیکن درونِ خانہ ان کا اس نقطہ پر اتفاق ہے۔ کہ مسلمانوں کو ہر جگہ کچل دو۔ اس مقصد کے لئے یہ مسلمانوں کے خطے میں جنگیں کرواتی ہیں اور اس سلسلے میں کسی اصول اور قانون کا احترام نہیں کرتیں۔ مسلمانوں کے خاتمے کے لئے تمام ناجائز ہتھکنڈے استعمال کرتی ہیں اور ان گروہوں کی ہر ممکن سرپرستی کرتی ہیں۔ جو مسلمانوں پر مظالم میں پیش پیش ہیں۔

عالمِ اسلام کو جن بحرانوں کا سامنا ہے ان میں افغانستان کا مسئلہ سرفہرست ہے۔ افغان عوام نے اپنی بے مثال جدو جہد سے جارح روسی افواج کا رخ ماسکو کی طرف موڑ دیا ہے۔ روسی فوجوں نے افغان کمیونسٹوں کی مدد سے عوام پر ہر قسم کے مظالم ڈھائے۔ ان مظالم پر پردہ ڈالنے کے لئے کابل میں ایک کٹھ پتلی حکومت بھی قائم رکھی جس کا سربراہ کبھی کارمل رہا اور کبھی نجیب روسیوں نے نہ تو کارمل کو ہٹاتے وقت یہ بتانے کی زحمت کی کہ اس کو کس وجہ سے فارغ کیا رہا ہے۔ اور نہ ہی نجیب کو بٹھاتے وقت یہ بتایا گیا کہ اسے کیوں سربراہ بنایا جا رہا ہے۔ نجیب نے سربراہ بنائے جانے کے بعد قومی مصالحت کا ڈھونگ رچا کر افغان عوام کو بیوقوف بنانے کی کوشش کی۔ لیکن انھوں نے اس چال میں آنے سے انکار کر دیا بالآخر روسیوں کو اپنی فوجیں نکالنے کا اعلان کرنا پڑا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا۔ کہ روسیوں کے نکلنے کے بعد اقتدار پر ان لوگوں کا حق تسلیم کیا جاتا۔ جنھوں نے غیر ملکی افواج کے خلاف نو سال جدو جہد کی تھی۔ یہ حق اس سے پہلے ویت نام کے عوام کو حاصل رہا ہے۔ جب امریکہ بہادر رسوا ہو کر ویتنام سے جا رہا تھا تو حکومت آزادی کی جنگ لڑنے والے امریکہ مخالف گروپوں کو دی گئی تھی۔ ویتنام سے قبل بھی آزادی کی جنگوں میں یہی اصول کارفرما رہا ہے۔ لیکن افغانستان کے مسئلہ پر روس اور امریکہ نے یہ سودے بازی کر لی کہ آزادی کی جنگ لڑنے والے افغانوں کو حکومت سے باہر رکھا جائے۔ اسی لئے عبوری حکومت کے قیام کو پس پشت ڈالتے ہوئے وہاں روسیوں کی قائم کردہ حکومت کو تسلیم کر لیا گیا۔ اس کھلی بے اصولی کا نتیجہ یہ نکلا کہ افغانستان میں جنگ ختم ہونے کے امکانات کم ہی ہیں اور افغان عوام کی مصیبتوں میں کمی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔

سپر طاقتوں کے ایماء پر ہونے والے جنیوا معاہدے میں مجاہدین کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی۔ یہ امر باعث تعجب ہے کہ فلسطین کے بارے میں کسی بین الاقوامی کانفرنس کا ذکر آئے تو اسلامی ملکوں کی طرف سے امریکہ کے سامنے پہلی شرط یہ رکھی جاتی ہے کہ تنظیم آزادی فلسطین کو اس میں بلایا جائے اور فلسطین کے نمائندوں کی شرکت کے بغیر یہ کانفرنس نہیں ہو سکتی۔ لیکن اقوام متحدہ کے زیر اہتمام کئی سال سے جاری ان مذاکرات

کے دوران کسی اسلامی ملک نے یہ مطالبہ نہیں اٹھایا کہ افغان مجاہدین کے سات جماعتی اتحاد کو اس میں نمائندگی دی جائے۔

خود روس کے سربراہ گوربچوف کا یہ بیان اخبارات کی زینت بن چکا ہے کہ پی ایل او کی شرکت کے بغیر مسئلہ فلسطین حل نہیں ہو سکتا۔ یہی حق وہ افغان مجاہدین کو دینے کو تیار نہیں ہیں۔

آج سے پانچ سال قبل تو یہ سوال کیا جا سکتا تھا کہ ان مذاکرات میں مجاہدین کی نمائندگی کون کرے گا۔ لیکن گزشتہ کئی برسوں میں سات جماعتی اتحاد نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہی افغان عوام کا صحیح نمائندہ ہے۔ اہم مسائل پر متفقہ فیصلہ کر کے اتحاد اسلامی مجاہدین نے ان لوگوں کے منہ بند کر دیئے ہیں۔ جو مجاہدین میں اختلافات کی خبریں اڑاتے تھے۔ نجیب کی قومی مصالحت کی پالیسی کو مسترد کرنے کا فیصلہ ہو، عبوری حکومت کے قیام کا مطالبہ کو قبول کرنے کا اعلان یا عبوری حکومت کی سربراہی کا مسئلہ ان تمام امور پر مجاہدین کا ایک ہی موقف سامنے آیا ہے۔ اس کے باوجود جب سات جماعتی اتحاد نے جنیوا مذاکرات میں وفد بھیجنے کا اعلان کیا تو اقوام متحدہ کے مسلمان ممبران نے ان کے حق میں کوئی بیان نہیں دیا۔ مجاہدین کی عدم شرکت کی بنا پر جنیوا سمجھوتے پر عمل درآمد غیر مؤثر ہو گیا ہے۔

مجاہدین نے اعلان کیا ہے کہ اس معاہدے کے ذریعے نجیب کی ناجائز حکومت کو تسلیم کروانے کی جو کوشش کی گئی ہے وہ اسے قبول نہیں کرتے اور وہ آزاد علاقے میں عبوری حکومت قائم کرنے والے ہیں۔

عالم اسلام کا یہ فرض ہے کہ وہ نہ صرف خود مجاہدین کی اعلان کردہ حکومت کو تسلیم کرے بلکہ آزاد دنیا کے دیگر ممالک کو بھی اس بات پر مجبور کرے کہ وہ مجاہدین کی حکومت کو تسلیم کرنے کا اعلان کریں۔ اس کے علاوہ اقوام متحدہ یہ بات طے کروائی جائے کہ مہاجرین کی بحالی کے لئے امداد کٹھ پتلی حکومت کو دینے کے بجائے مجاہدین کی حکومت کو دی جائے۔ کیونکہ خود نجیب کے اعلان کے مطابق ۸۰٪ علاقے پر مجاہدین کا قبضہ ہے۔ روسی افواج کی واپسی کے ساتھ نجیب حکومت محض چند شہروں تک محدود ہو چکی ہے۔

مالدار اسلامی ممالک خود بھی اس حکومت کی زیادہ سے زیادہ مدد کریں تاکہ یہ حکومت اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکے۔ افغان مجاہدین نے سرخ سیلاب کو پہاڑوں سے پہلے روک کر عالم اسلام پر جو احسان کیا ہے اس پر ان کا حق ہے کہ اسلامی ملکوں کی تنظیم بین الاقوامی فورمز میں مجاہدین کی حکومت کو نمائندگی دلوائے اور عالم اسلام اس بات کی ذمہ داری لے کہ کسی کو افغانستان کے معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

اس کے ساتھ مسلمان ممالک کو "نجیب، راجیو گٹھ جوڑ" کی مذمت بھی کرنی چاہیئے۔ جس سے پاکستان کی سالمیت کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ ایک کٹھ پتلی حکومت کے سربراہ کو دورہ کی دعوت دے کر بھارت نے ایک طرف تو ساری دنیا کے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے۔ اور دوسری جانب اس نے غیر جانبدار تحریک کا بانی رکن ہونے کے باوجود تحریک کے مقاصد کی کھلی خلاف ورزی کی ہے۔ عالم اسلام کو اس موقع پر پاکستان کی حمایت کا اعلان کرنا چاہیئے۔ تاکہ پاکستان مسلمانوں کے ان دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے۔

ارشاداتِ نبویؐ

- جب تم ظلم ہوتا دیکھو تو اس کو ختم کردو۔ اگر تم میں اس کو ختم کرنے کی طاقت نہیں تو اس کے خلاف بولو۔ اگر تم اس کے خلاف بول بھی نہیں سکتے تو اس کی خاموشی سے مذمت کرو۔ لیکن یہ ایمان کی سب سے کمزور نشانی ہے۔
- ایک مزدور کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کو یہ ہاتھ بہت پیارا ہے۔

مُجاہد کی آواز

ہم اپنا عزم ہرگز نہیں بدلیں گے چاہے بدل کیوں نہ جائے زمانہ۔ علامہ اقبالؒ کا یہ شعر ہمارے مشن کی صحیح عکاسی کرتا ہے۔

آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے؟

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں رہی کہ دس سال طویل جنگ جاری رہنے کے بعد افغان قضیے کے بارے میں جو عصر حاضر کا ایک اہم اور پیچیدہ مسئلہ ہے جو دنیا کی دو بڑی طاقتوں یعنی روس اور امریکہ کے مکارانہ سازش کے نتیجے میں ۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء کو جنیوا میں طے پایا۔ تعجب کی بات ہے کہ افغان مجاہدین جو اس قضیے کے اصل اور اہم فریق تھے انہیں اس مسئلے کو حل کرنے کے ضمن میں کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور اس طرح ہماری امنگوں اور آرزوؤں کے خلاف اس معاہدے کو ہم پر مسلط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے

اگر تاریخ پر نظر دوڑائی جائے۔ تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ یہ معاہدہ بھی معاہدہ کمڈے ویڈ، تاشقند اور معاہدۂ شملہ سے کم نہیں۔ طویل مدت گزرنے کے باوجود ان معاہدوں کے اصولوں پر کوئی اصولی اور موثر کارروائی نہیں کی گئی اور آج بھی بوقت ضرورت انہی معاہدوں کا نام لے کر علاقے کے ستم دیدہ عوام کو تسلی دی جا رہی ہے۔

جنیوا معاہدہ بھی انہی معاہدوں کی زنجیر کی ایک کڑی ہے۔ شاید جنیوا معاہدے کو قانونی شکل دینے اور اس پر عمل درآمد کرانے والوں کا یہ خیال ہو کہ معاہدہ طے ہوتے ہی افغان مجاہدین اپنا اسلحہ رکھ دینگے اور مہاجرین جوق در جوق اپنے دارالہجرت سے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں گے۔ افغانستان میں روسی کٹھ پتلی کمیونسٹ انتظامیہ برقرار رہے گی۔ الحمد للہ اور خیر سلاّ مگر ان کا یہ خیال اور گمان غلط نکلا۔ نام نہاد جنیوا سمجھوتہ ٹھیک اس وقت طے پایا۔ جب روسی افواج کے پاؤں میدانِ جنگ میں اکھڑ چکے تھے اور انہیں ایک ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا تھا۔ بے سروسامان مجاہدوں کے ہاتھوں ان کا عرصۂ حیات تنگ ہو چکا تھا۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں تھا۔ کہ وہ میدان جنگ سے کس طرح بھاگ نکلیں گے۔ کابل انتظامیہ اور خود روس بھی کئی بار مجاہدوں کے ہاتھوں اپنی شکست اور ہار مان کر کہہ چکے ہیں۔ کہ افغان مجاہدوں سے مزید ٹکر لینا ان کے بس کی بات نہیں۔ روس مدتوں سے اس مصیبت سے اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے راستہ تلاش کر رہا تھا۔ چنانچہ معاہدہ جنیوا کا سہارا لے کر اُس نے افغانستان میں

ہاری ہوئی بازی کو مذاکرات کی میز پر جیتنے کی کوشش کی آخر نام نہاد جنیوا سمجھوتہ طے پایا اور روسیوں کو یہ موقع مل گیا کہ وہ اپنی شکست پر پردہ ڈال کر اپنی فوجوں کو افغانستان سے بلالے۔ ۱۵ ارمئی ۱۹۸۸ء سے روسی فوجوں کے انخلاء کا اعلان کیا گیا اور یہ بھی سننے میں آرہا ہے کہ جن علاقوں سے روسی نکل رہے ہیں وہاں مجاہدین اپنی پوزیشنوں کو مزید مستحکم کرتے جا رہے ہیں۔ کابل انتظامیہ موجودہ صورتِ حال کے پیشِ نظر بہت ہراساں ہے اور آئے دن نئے نئے اعلان کر کے عوام کو فریب دے رہی ہے چنانچہ ابھی کچھ دن پہلے کابل ریڈیو سے یہ اعلان کیا گیا کہ ملک کے وزیرِاعظم کشتمند کو ہٹا کر اس کی جگہ ڈاکٹر حسن شرق کو افغانستان کا نیا وزیرِاعظم منتخب کیا گیا اور وہ جلد ہی اپنے نئے وزراء کا تعین کریں گے۔

معزز قارئین! یہ سب روسیوں کی مکارانہ چالیں ہیں وہ افغان مجاہد عوام کو کسی نہ کسی بہانے اپنے سیاسی پھندوں میں جکڑنے کے لئے مختلف قسم کے حربے استعمال کر رہے ہیں۔ ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ شطرنج جیسی چالیں کھیل کر مہروں کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ڈاکٹر شرق کون نہیں جانتا۔ وہ ہمارے لئے کوئی نیا چہرہ نہیں اس کی تمام سرکاری کارکردگی روزِ روشن کی طرح ہم سب پر عیاں ہے۔ ہم اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ پہلے بھی اسلام کے لبادے میں کٹر کمیونسٹ تھا اور آج بھی وہی چیز ہے۔ جہاں تک ہمارے عوام کی غیرت اور اسلام دشمن عناصر کے مقابلے میں جہاد فی سبیل اللہ کا تعلق ہے۔ ہم نے اپنے خداوند لایزال کے فرمان کے عین مطابق عمل کر کے جنگ بدر جنگ خندق اور جنگ موتہ کی یادوں کو ایک بار پھر تازہ کیا ہے۔

ہماری کامیابی ہمارے جذبۂ جہاد، ایمان اور شوقِ شہادت کی مرہونِ منت ہے۔ یہ جذبہ ہمارے جیالے مجاہدوں کی رگ رگ میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے۔ ہم نے اہلِ دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہم اسلام کے سوا اور کسی مذہب اور عقیدے کے پابند نہیں اور نہ ہی مستقبل میں کوئی بھی طاغوتی طاقت ہمیں اپنے اس عزم سے منحرف کر سکتی ہے۔

حق اور باطل کے اس طویل اور خونین معرکوں میں جو افتخار ہمیں نصیب ہوا ہے۔ یہ افتخار نہ صرف افغان عوام کا ہے بلکہ سارے عالمِ اسلام کا بھی ہے۔ ہماری شاندار کامیابیاں اور باطل قوتوں کی شکست ان کی ذلت اور رسوائی تاریخ کے اوراق پر طلائی حروف سے رقم کیا جا رہا ہے۔ جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔ ہم نے مادہ پرستوں اور انسانیت کے دشمنوں کو وہ مزہ چکھایا ہے۔ کہ اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔

اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ آج کی مسلم دنیا جس المناک صورتِ حال سے دوچار ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اشتراکیت، عیسائیت اور صیہونیت جیسے، مذاہب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اپنے مشترکہ جذبۂ عناد کی خاطر عالمِ اسلام کے خلاف زہریلے حربے استعمال کر رہے ہیں

یہی اسلام دشمن قوتیں، داخلی انتشار، بدامنی، تخریبکاری اور معاشی استحصال کے ذریعے اپنے سیاسی سازشوں کا شکار بنا لیا ہے۔ جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے۔ کہ دنیائے اسلام کے اکثر و بیشتر ملکوں میں عریانی جارحیت کا سلسلہ جاری ہے۔ مسلم دنیا جنگ کا مرکز بن چکی ہے۔ اسلام دشمن عناصر کا شروع ہی سے یہی مقصد رہا ہے کہ مسلمان کے ہاتھ مسلمانوں کا خون بہایا جائے اور وہ خود دور سے تماشا کرے وہ اسلامی ملکوں میں نقب زن قوتوں کو جنم دے کر ان سے اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں اور ستم ظریفی تو یہ ہے کہ وہی مسلمان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والے اپنے آپ کو اسلام کے سچے خدام گردانتے ہیں۔ اس لئے موجودہ صورتحال کے پیشِ نظر اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت ہے

اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ہماری کامیابیوں کا راز اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ اور خالصتاً اس کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم اسلام میں تو کیا بلکہ دنیا میں آج افغان مجاہدین، جن کے عزم جواں ہیں قدم قدم پر اللہ کی نصرت ان کا استقبال کر رہی ہے۔ افغان مجاہدین نے اللہ کی راہ میں مرنے مٹنے کا اٹل فیصلہ کیا ہے اور آج کی ہماری ان شاندار کامیابیوں کا راز بھی وہی ہے جس سے دورِ اول میں نہتے اور بے سروسامانی مسلمانوں نے قیصر اور کسریٰ کے خلاف ٹکر لے کر کامیابیاں حاصل کی تھیں۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد روسیوں کو استعمارگری اور توسیع پسندی کی حیثیت دنیا جان چکی تھی۔ آج کے ایٹمی دور میں اس نے ایک بار پھر اپنے توسیع پسندانہ عزائم کے تحت اپنی امنگوں کے حصول کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کیا۔ لیکن بے سود۔ بڑی طاقتوں کے گٹھ جوڑ کے نتیجے میں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ایک تیسری طاقت بھی دنیا میں موجود ہے۔ اور وہ ہے اسلامی طاقت۔ آزادی خواہ قومیں انسانی استحصال سے نجات پانے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ اور اسی طرح ہمارے سرفروش مجاہدوں نے اپنے ملک کی آزادی اور اسلام کی سرفرازی کے لئے ایک اہم تاریخی کردار کی ادائیگی کے سلسلے میں عمل پیرا ہیں اور یہی آزاد زندگی گزارنے کا ایک واحد طریقہ ہے۔ اگر آزاد زندگی گزارنے کے لئے ظالم قوتوں کا راستہ نہ روکا جائے۔ ان کا منہ نہ موڑا جائے۔ تو پھر تاریخ ہمیں ہرگز معاف نہیں کریگی۔

آج کی جن کامیابیوں سے اللہ تعالے ہمیں نوازا ہے وہ کسی ناچیز قیمت کے بدلے ہمیں نہیں ملی ہے۔ یہ کامیابی ہمارے لاکھوں شہیدوں کے خون کا ثمرہ ہے۔ جنہوں نے جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت سے مست ہو کر اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ کیا۔ یہ کامیابی ہمارے ان لاکھوں ستم دیدہ دربدر افغان عوام کے ذریعے ہمیں نصیب ہوئی ہے۔ جو آج کل تپتے صحراؤں میں کھلے آسمان تلے بے سروسامانی کی حالت میں اپنے ہجرت کے وقت بار ایام گزار رہے ہیں۔ اور یہ کامیابی ہمارے ان لاکھوں یتیموں کی ان قربانیوں کا صلہ ہے۔ جو اپنے والدین کی شفقت سے محروم ہو چکے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ روسیوں نے جس ملک پر بھی یلغار کی ہے اسے اپنا جزءِ قلمرو بنا لیا ہے۔ مگر افغانستان کا مسئلہ مشرقی بلاک کے ملکوں سے کچھ مختلف ہے۔ یہ دنیا کی تاریخ کا پہلا اور نادر واقعہ ہے کہ روس اپنے ایک ہمسایہ ملک میں براہ راست فوجی مسلح مداخلت کر کے وہاں تقریباً دس سال اس ملک کے باسیوں کے ساتھ لڑنے کے بعد ناکام اور نامراد واپس لوٹ رہا ہے۔

روس جنیوا معاہدے کی رو سے افغانستان سے اپنی فوجیں نہیں بلا رہا ہے۔ بلکہ وہ تو افغان مجاہدین سے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کر رہا ہے۔ جنیوا معاہدہ صرف اہل دنیا کو دکھانے کے لئے طے پایا ہے۔ روسیوں کے انخلاء افغان مجاہدین کی پہلی کامیابی ہے۔ جنیوا سمجھوتہ افغان عوام کے لئے کوئی قانونی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہم نے کسی معاہدے کے تحت اپنا گھر بار نہیں چھوڑا تھا کہ آج نام نہاد معاہدے کے تحت اپنے گھروں کو لوٹ جائیں ہم صرف اس وقت اپنے وطن کو لوٹیں گے۔ جب افغانستان سے کمیونسٹوں کا نام و نشان تک مٹ جائے اور وہاں ایک اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آئے۔

فیصل مبین شیخ

معاہدہ جنیوا اور روس کے ہمنوا

۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء وہ تاریخی دن ہے جب ایک سوپر طاقت نے ایک چھوٹے مسلم ملک افغانستان کے عوام کو غلام بنانے میں ناکامی کا اعتراف کر کے اپنی جدید ترین اسلحہ سے لیس سوا لاکھ فوج کو افغانستان سے لے جانے کا اعلان کر کے افغانستان کی ساڑھے آٹھ سالہ جنگ میں اپنی ذلت ناک شکست تسلیم کر لی ہے۔ افغانستان میں روس کی شکست متعدد وجوہ کی بنا پر ویت نام میں امریکی شکست سے بدرجہا زیادہ شرمناک اور ذلت انگیز ہے اور آج اعلیٰ ترین روسی علمدار بھی کھلے عام یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ انہوں نے افغان عوام کے مذہبی جذبات کو سمجھنے میں غلطی کی تھی۔ اس طرح ڈیڑھ کروڑ آبادی کے ایک غیر ترقی یافتہ اور پسماندہ ملک افغانستان کے عوام نے یہ ثابت کر دیا کہ جو قوم آزاد رہنا چاہے اُسے دُنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی اپنی تمام جنگی برتری کے باوجود غلام نہیں بنا سکتی اور انسانی تاریخ گواہ ہے کہ افغان عوام کو تاریخ کے کسی دور میں کوئی غیر ملکی طاقت غلام نہیں بنا سکی ہے یہاں تک کہ برطانیہ بھی اپنے دورِ عروج میں جب اس کی مملکت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا اپنی تمام تر جنگی برتری اور نوآبادیاتی سازشوں کے باوجود افغانستان کو غلام بنانے میں ناکام رہا تھا اور اب روس جیسی سوپر طاقت افغان عوام کی بے مثال مزاحمت اور جذبۂ آزادی کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئی ہے۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ ہمارے ملک کے وہ نام نہاد دانشور جو ویتنام میں امریکی جارحیت کے خلاف اپنے ذہن و قلم کی تمام توانائیاں خرچ کیا کرتے تھے۔ بلکہ بڑے بڑے شہروں کی سڑکوں پر عملاً مظاہرے کر کے خود کو قوموں کی آزادی اور انسانیت کا ہی خواہ ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ انہوں نے افغانستان میں روسی سامراج کی کھلی جارحیت، وحشت اور بربریت کے خلاف نہ صرف صُمٌّ بُکمٌ کا عملی مظاہرہ کیا۔ بلکہ افغانستان میں روسی فوج کے سایہ میں قائم کردہ کٹھ پتلی حکومت کو عوامی انقلابی حکومت ثابت کرنے کی کوشش کی اور انہوں نے اپنی قومی آزادی کے تحفظ کے لئے سردھڑ کی بازی لگانے والے اور ایک سوپر طاقت کی بہیمانہ یلغار کے خلاف آزادی کی جدوجہد کرنے والے افغان مجاہدین کو روس کی تال میں سُر ملا کر بس باغی کہنے میں بھی کوئی شرم و حیا محسوس نہیں کی۔ اس طرح ہمارے بعض سیاست دان انتہائی کم ہمتی اور بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستانی عوام کو خوفزدہ کرتے رہے اور حکومتِ پاکستان پر مسلسل دباؤ ڈالتے رہے کہ وہ افغانستان میں روس کی قائم کردہ حکومت کو تسلیم کر لے ورنہ خدشہ ہے کہ روس پاکستان پر بھی فوج کشی کر کے اس پر قبضہ کر لے گا۔ جب کہ ان کے بعض ساتھی یہ دلیلیں دیتے نہیں تھکتے کہ روس جہاں ایک بار قبضہ کر لیتا ہے۔ اُسے کبھی نہیں چھوڑتا ہے۔ ایسی حالت میں حکومتِ پاکستان روس کی مخالفت کر کے خطرات کو دعوت دے رہی ہے اور اس نے افغان مہاجرین کو پناہ دے کر قومی معیشت پر ناقابلِ برداشت بوجھ ڈال دیا ہے غرض کہ غیر ملکی ایجنٹوں اور بزدلوں کا یہ گروہ ہر ہر طریقے سے پاکستانی عوام کو ڈرانے

اور حکومت پاکستان پر دباؤ ڈالنے میں مصروف رہا. جب کہ حقیقت یہ ہے کہ افغان مجاہدین نہ صرف اپنی جنگ آزادی لڑ رہے تھے بلکہ روسی جارحیت سے ہماری آزادی کو بچانے کی جنگ بھی لڑ رہے تھے. کیونکہ افغانستان پر روس کا قبضہ مستحکم ہونے کے بعد اس کی اگلی منزل پاکستان ہی ہوتا

افغانستان پر قبضہ کی روسی خواہش ایک صدی سے بھی زیادہ پرانی ہے. اور اس ملک پر قبضہ کرنے کے خواب ہر دور کے روسی حکمران دیکھتے رہے تھے. تاکہ اس پر قبضہ کر کے بلوچستان کے راستے گرم پانی کے سمندر تک پہنچنے کی اپنی دیرینہ آرزو پوری کر سکیں اور اسی خواب کی تعبیر کے لئے کمیونسٹ روس کے حکمرانوں نے افغان عوام کی ترقی کے نام پر افغانستان کے بادشاہ ظاہر شاہ سے دوستی کی پینگیں بڑھا کر افغانستان کے امور میں اس حد تک اثر و رسوخ حاصل کر لیا تھا کہ وہ اسے اپنی نو آبادی سمجھنے لگے تھے افغانستان میں روس کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ اور کمیونسٹ افکار و نظریات کے فروغ اور اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کے خلاف دینی حمیت رکھنے والے افغان نوجوانوں کے ردعمل کو کچلنے کے لئے روس نے اپنے دوست ظاہر شاہ کا اس کے سالے سردار داؤد کے ہاتھوں تخت الٹوا دیا تھا. لیکن اپنے تمام ظلم و ستم اور تشدد کے باوجود جب سردار داؤد مسلم نوجوانوں کی تحریک کو کچلنے میں ناکام رہا اور حقائق کو تسلیم کرنے پر مجبور نظر آیا تو روس نے سردار داؤد اور اس کے خاندان کو تہ تیغ کرا کے نور محمد ترہ کئی کو مسند اقتدار پر بٹھا دیا اور پھر اس کو قتل کرا کے حفیظ اللہ امین کو اقتدار سونپا. لیکن جب حفیظ اللہ امین بھی افغان مجاہدین کو زیر کرنے میں ناکام رہا. تو اقوام کی آزادی کے مدعی روس نے ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو افغانستان میں ننگی جارحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی افواج لا کر افغانستان پر قبضہ کر لیا اور حفیظ اللہ امین کو قتل کرانے کے بعد ماسکو سے ببرک کارمل کو لا کر نمائشی طور پر صدر بنا دیا. جس کے بعد جدید ترین اسلحہ سے لیس روسی فوجوں نے افغانستان کے حریت پسندوں کو کچلنے کے لئے براہِ راست کارروائیاں شروع کر دیں اور روسی گن شپ ہیلی کاپٹروں نے افغان آبادیوں پر "آگ لگانے" والے نیپام بموں کے وحشیانہ بمباری کر کے گاؤں کے گاؤں صفحہ ہستی سے مٹا دیئے. لیکن اس ظلم و سفاکی سے افغان تحریک مزاحمت ختم ہونے کے بجائے پھیلتی اور پروان چڑھتی رہی اور افغان مجاہدین اپنی از کار رفتہ بندوقوں سے عالمی سُوپر طاقت کی بہیمیت کا مقابلہ کرتے رہے اور سفاکی کا نشانہ بننے والے افغانوں کی بیوائیں اور بچے، بوڑھے پڑوسی ممالک پاکستان اور ایران کی سرحدیں پار کر کے پناہ حاصل کرتے رہے. اس طرح گزشتہ ۸½ سال کے دوران ۱۳ لاکھ افغان مجاہدین نے روسی سفاکی کے نتیجے میں جام شہادت نوش کیا اور تقریباً ۵۰ لاکھ مہاجرین نے ایران اور دوسرے ممالک میں پناہ لی. جن میں سے ۳۱ لاکھ پاکستان میں ۲۴ لاکھ ایران میں اور بقیہ دو لاکھ دوسرے ممالک میں ہیں. لیکن ان جانی و مالی قربانیوں اور بے وطنی کے مصائب کے باوجود افغانوں نے روس جیسی سُوپر طاقت کی سوا لاکھ افواج کی بہیمانہ کارروائیوں کے آگے سر تسلیم خم نہیں کیا اور اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لئے جہاد جاری رکھا. بالآخر روسی قیادت نے فرار کے راستے تلاش کرنے شروع کئے. لیکن کوئی آبرومندانہ حل سامنے نہ آنے کی صورت میں اس نے ایک طرفہ طور پر اپنی فوجوں کو واپس بلانے کا اعلان کر دیا اور کہا کہ اگر اقوام متحدہ کے ذریعے افغانستان اور پاکستان کی حکومتوں کے درمیان معاہدہ پر دستخط نہ بھی ہوئے تب بھی روس اپنی فوجیں ۹ ماہ کے اندر واپس بلا لے گا. اس دوران اقوام متحدہ کے نمائندے مسٹر ڈیگو کارڈوویز کی کوششوں سے پاکستان اور افغانستان کے مابین ایک ایسے معاہدے پر دستخط ہو گئے ہیں. جسے افغان مجاہدین نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے کیونکہ روس افغانستان کی موجودہ کٹھ پتلی

حکومت کو ختم کر کے اس کی جگہ ایک ایسی عبوری حکومت کے قیام پر تیار نہیں ہے. جو افغان عوام کے حقیقی نمائندوں پر مشتمل ہو. جبکہ افغان مجاہدین ایک ایسی حکومت کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہیں. جس کے قبضہ اقتدار میں افغانستان کا ۲۰ فیصد سے کم حصہ ہو اور جو روسی فوجوں کی سرپرستی میں قائم ہو. روس کا اصرار تھا کہ وہ نجیب کی موجودہ حکومت کو اسلحہ کی مدد بھی دیتا رہے گا. لیکن امریکہ افغان مجاہدین کو اسلحہ دینا بند کر دے امریکہ نے اس شرط کو ماننے سے انکار کر دیا ہے.

امریکہ کا کہنا ہے کہ اسلحہ کی فراہمی دونوں طرف سے بند ہونی چاہیئے اور اگر روس افغان حکومت کو اسلحہ دے گا. تو امریکہ بھی مجاہدین کو اسلحہ فراہم کرتا رہے گا. اور روس نے امریکہ کی یہ بات تسلیم کر لی ہے. ادھر افغان مجاہدین نے اعلان کیا ہے. کہ وہ موجودہ افغان حکومت کے خاتمے تک جنگ جاری رکھیں گے ایسی حالت میں ۱۴ اپریل کو جنیوا میں جس معاہدے پر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر پیریس ڈیکویار کی موجودگی میں پاکستان اور افغانستان کے نمائندوں نے دستخط کئے ہیں اور جس کے ضامن کے طور پر امریکی وزیر خارجہ جارج شلز اور روسی وزیر خارجہ ایڈورڈ شیوارڈ نازے نے دستخط کئے ہیں. اس کی کیا حیثیت ہوگی؟ اور آیا وہ افغانستان کی ۸½ سالہ جنگ کے خاتمہ اور مہاجرین کی وطن واپسی میں ممد و معاون ثابت ہو سکے گا. یا نہیں؟ اس کے بارے میں تمام عالمی مبصرین کوئی بات کہنے سے گریزاں ہیں. کیونکہ صاف اور ظاہر نظر آ رہا ہے. کہ جنیوا معاہدے سے افغانستان میں جنگ کا خاتمہ ہوگا. اور نہ وہاں موجودہ حالت میں ۵۷ لاکھ افغان مہاجرین اپنے وطن واپس جا سکیں گے. اس معاہدہ سے صرف ایک بات ممکن ہوگی اور وہ یہ ہے. کہ روس نے اپنی سوا لاکھ فوج کو افغانستان سے واپس لے جانے میں ذلت کے بجائے اس معاہدے کا سہارا لے کر امن کا چیمپئن بن کر سرخروئی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا. جب کہ معاہدہ نہ ہونے کی صورت میں فوجوں کی واپسی اس کے لئے ذلت و پشیمانی کا باعث ہوتی اور عالمی مبصرین کا یہ کہنا درست ہے. کہ امریکہ نے روس کو اس پشیمانی سے بچانے میں اس کی بڑی مدد کی ہے.



ڈاکٹر عبداللہ محسن

افغانستان میں عبوری حکومت کا قیام

آج ساری دنیا کی نگاہیں اس سوال پر مرکوز ہیں کہ روسی افواج کی واپسی کے بعد افغانستان میں کیسی حکومت قائم ہوگی اور وہاں پر موجود مختلف گروپوں میں سے اقتدار کس کو منتقل ہوگا روسی حکومت کا اصرار ہے کہ وہاں پر کمیونسٹ ہی حکومت کرتے رہیں۔ ان کے خیال میں اتنے مظالم سہنے کے بعد بھی عوام کمیونسٹوں کو اپنا حکمران تسلیم کرتے رہیں گے اور ڈیڑھ لاکھ روسی افواج کی موجودگی میں جس حکومت کا خود اس کے سربراہ کے بقول صرف بیس فیصد علاقے پر کنٹرول ہے۔ فوجوں کی واپسی کے بعد عوام پورے ملک پر اس کا قبضہ تسلیم کر لیں گے۔ اور پچاس لاکھ مہاجرین ہنسی خوشی اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ افغان کمیونسٹ حکومت کے ایک رہنما کے اس بیان کے باوجود کہ نجیب ہی مستقبل کا حکمران ہوگا۔ درونِ خانہ روسی حکومت اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ ان کی فوجوں کی واپسی کے بعد کمیونسٹوں کی حکومت چند دنوں کی مہمان ہوگی۔ اس لئے اب انہوں نے نئے شوشے چھوڑنے شروع کر دیئے ہیں۔ جن میں سرفہرست مخلوط حکومت کا قیام ہے۔

مخلوط حکومت سے یہ مراد لی جا رہی ہے کہ افواج کی واپسی کے بعد کمیونسٹوں، مجاہدین اور مہاجرین کے نمائندوں پر مشتمل ایک حکومت بنا دی جائے جو ملک کا انتظام سنبھال لے۔ گویا جس قوم کو روس میدان جنگ میں شکست نہیں دے سکا اس کو اب سیاسی محاذ پر شکست دینے کا پروگرام ہے۔ مخلوط حکومت میں کمیونسٹوں کے نمائندوں کی موجودگی کا سہارا لے کر دنیا پر یہ ثابت کیا جا سکے گا کہ افغان قوم پر جو ظلم وہ کرتا رہا ہے وہ بالکل جائز تھے۔ دراصل روس دنیا پر یہ احسان جتانا چاہ رہا ہے کہ ہم فوجیں واپس لے کر جا رہے ہیں حالانکہ یہ بات سب پر عیاں ہے کہ روس کس کے خوف سے واپس جا رہا ہے، اور اس احسان کے جواب میں ہمارے حاشیہ برداروں کو حکومت میں حصہ دیا جائے۔ یہ بات واضح ہے کہ کمیونزم افغانستان میں ناکام ہو چکا ہے لیکن روس کا اصرار ہے کہ کمیونسٹ پارٹی کو وہاں پر قانونی حیثیت دے دی جائے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ افغان عوام کی تاریخی جدوجہد کی مکمل نفی کر دی جائے۔

مخلوط حکومت کی صورت میں جو اصل خطرہ پوشیدہ ہے وہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ متضاد نظریات رکھنے والی حکومت میں جب بھی تنازعہ پیدا ہو تو کمیونسٹ پارٹی کے وزراء روس کو دوبارہ مداخلت کی دعوت دے دیں اور روس ایک بار پھر کابل کے دروازے پر آن کھڑا ہو۔ پچھلی دفعہ تو روس افغان حکومت کی طرف سے دعوت دیئے جانے کے بارے میں کوئی

ماہنامہ

مشعل







ثبوت پیش نہیں کر سکا تھا۔ لیکن اس دفعہ وہ دنیا کو یہ کہنے کے قابل ہوگا کہ ہمیں اسی حکومت کے وزراء نے دعوت دی ہے۔ جس میں مجاہدین بھی شامل ہیں اور ہماری موجودگی بالکل جائز ہے۔ اس صورت میں ہماری مغربی سرحدوں سے روسی فوجوں کی واپسی ناممکن ہوگی۔ یہ کوئی خیالی صورت نہیں بلکہ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے افراد بخوبی جانتے ہیں کہ یہی کھیل روس

چاہتا ہے اور اسی مقصد کے لئے اس نے مخلوط حکومت کا راگ الاپنا شروع کیا ہے۔

مستقبل کی حکومت کے ضمن میں جو دو مراحل پیش کیا گیا ہے وہ ظاہر شاہ کی واپسی ہے۔ یہ بات تو سبھی لوگ جانتے ہیں کہ ظاہر شاہ نے روسی جارحیت کے خلاف ایک بیان بھی نہیں دیا۔ لیکن یہ بات بھی بہت سے لوگوں کے علم میں ہوگی کہ یہ ظاہر شاہ ہی

اچانک ظاہر شاہ کی واپسی کے لئے کیوں کوششیں کرنے لگا ہے اور اس مقصد کے لئے بھارت کے نائب وزیر خارجہ ایمان سمیت مختلف ملکوں کے دورے پر کیوں گئے تھے۔ اس بارے میں زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ جن معاملے میں بھارت اس قدر دلچسپی لے اس میں ہمارا کتنا فائدہ ہو سکتا ہے۔

اس بارے میں جو جامع حل پاکستان نے پیش کیا ہے۔ وہ سب سے معقول ہے۔ جس میں افواج کی واپسی کے بعد عبوری حکومت کے قیام کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ پاکستان کا موقف یہ ہے کہ مختلف گروپوں پر مشتمل ایک عبوری یا نگران حکومت قائم کر دی جائے جو ایک طرف تو روسی افواج کی واپسی کا جائزہ لے اور دوسری طرف ایک آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کا اہتمام کرے۔ یہ انتخابات افواج کی واپسی کے چند ماہ کے اندر منعقد ہوں اور اکثریتی پارٹی کو اقتدار منتقل کر دیا جائے۔ عبوری حکومت کا قیام اس لحاظ سے سب سے زیادہ قابل عمل ہے۔ کہ افغانوں پر باہر سے مسلط کیا جانے حل پائیدار نہیں ہوگا۔ اگر اس وقت کسی فرد کو مستقل سربراہ مقرر کر بھی دیا گیا۔ تو کچھ عرصے بعد دوسرے گروپ اس پر احتجاج کریں گے۔ اس صورت

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

> آزادی پسند قوموں سے ہماری سب سے بڑی خواہش ہے کہ وہ روسیوں کی نقل و حرکت پر کڑی نظر جمائے رکھیں اور انہیں ہرگز اجازت نہ دیں کہ وہ ایک بار پھر اپنے تجاوزانہ مذموم عزائم کے مرتکب بنے۔
>
> —— پروفیسر برہان الدین "ربانی" ——

وسطی ایشیا کی مسلمان ریاستوں میں بھی کھیل چکا ہے۔ ان ریاستوں میں روسیوں کی مداخلت کے بعد جب احتجاج شروع ہوا۔ تو روس نے چالاکی سے کام لے کر وہاں کمیونسٹوں اور مسلمانوں کی مخلوط حکومتیں قائم کر دیں۔ مسلمان رہنما روسی فوج سے پیچھا چھڑانے کے لئے ان کی چال میں آگئے اور پھر روس نے ہلکے ہلکے ان ریاستوں کو یوں ہڑپ کر لیا کہ ان کا وجود ہی صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ یہی کھیل وہ ہمارے پڑوس میں کھیلنا

تھا۔ جس کی پالیسیوں کی وجہ سے روس کو افغانستان میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کا موقع ملا۔ اور اسی لئے آج روسی اس کی واپسی کی باتیں کرتے ہیں۔ مجاہدین کے ایک رہنما کے بقول ظاہر شاہ صرف روسی ٹینکوں پر سوار ہو کر کابل آ سکتا ہے۔ اس ضمن میں جس بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ اس معاملے میں بھارت کی دلچسپی ہے۔ جس ملک نے آج تک افغانوں پر ہونے والے مظالم پر ایک آواز بھی نہ اٹھائی وہ

مجاہدین کی مستحکم پوزیشن اور یکجہتی

افغان روایات سے بے خبر بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر افغانستان سے روسی افواج نکل بھی جائیں اور وہاں افغان مجاہدین برسرِ اقتدار آ بھی جائیں تو پھر بھی وہاں خون خرابہ، خانہ جنگی اور آپس میں قتل و قتال کا بازار پہلے سے کہیں زیادہ گرم ہو جائے گا۔ اس لیے مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ وہاں مکمل اسلامی حکومت کی بجائے ایک مخلوط اعتدال پسند اور سیکولر حکومت عمل میں آ جائے تاکہ ہر طبقے کی مرضی اور خواہش کے مطابق ہو مطلب یہ ہوا کہ ۱۳ - لاکھ شہداء نے جس مقصد کے لیے خون بہایا اور ۵۰ لاکھ سے زیادہ افغان باشندے گھر بار چھوڑ کر دشت ہائے سوزان اور بے آب و گیاہ میں جس ہدف کی خاطر ہجرت کر کے آلام اور مصائب سے دوچار ہوتے، لاکھوں کی تعداد میں زخمی اور بیمار ہو گئے - ۹۰ فیصد مکانات تباہ اور زمینیں بنجر ہوئیں - کیا یہ ساری قربانیاں اسی لیے دی گئی تھیں کہ وطن فروشوں کے ساتھ مل کر حکومت بنائیں؟ اور مجاہدین و مہاجرین کی قربانیوں پر پانی پھیر دیں؟ اور اس قسم کے لوگوں کا یہ خیال ایک وہم سے کم نہیں کہ اگر افغانستان میں مجاہدین کی قیادت میں ایک اسلامی حکومت قائم ہوئی تو وہ افغانستان میں رہنے والے ہر طبقے کے لیے قابلِ قبول نہ ہوگی۔ جس کے نتیجے میں قوم آپس میں لڑے گی۔

دراصل بات آپس میں لڑنے کا نہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ یا تو خود افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام سے خائف ہیں - یا یہ وہ لوگ ہیں جو اصلاً افغانی روایات سے قطعاً ناواقف ہیں۔ انہیں افغانستان کی اسلامی سرزمین کے غیور عوام کے بارے میں پوری طرح معلومات حاصل نہیں ہیں۔ اگر افغانستان کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ افغانستان کے غیور عوام کے مشخصات امتیازی ہیں۔ افغانستان پر کبھی تاتاریوں نے حملہ کیا ہے تو کبھی یونانیوں نے، کبھی مغلوں نے، اور کبھی انگریزوں کے ظلم و تشدد کا شکار رہا۔ اس وقت بھی افغانستان میں یہی قوم تھی جنہوں نے غاصب جارح اور متجاوز قوتوں کا ایسا منہ توڑ جواب دیا کہ اس میں دوبارہ کبھی بھی افغانستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور خارجی طاقتوں کو وقتاً فوقتاً ملک سے باہر نکالنے کے بعد افغان اپنی حکومت کی تشکیل اور اقتدار سنبھالنے کی خاطر کبھی بھی آپس میں لڑنے جھگڑنے اور داخلی انتشار کا شکار نہیں ہوتے - بلکہ آپس میں مل بیٹھ کر اپنے وطن عزیز کی خوشحالی اور ترقی کے لیے باہمی صلاح مشورہ کر کے کرسی اقتدار کے لیے مکمل

اتفاق رائے سے فیصلے صادر کیے۔ یہ ٹھیک ہے کہ افغان قوم ایک غیرت مند اور وطن کی آزادی پر مر مٹنے والی قوم ہے اور اللہ تعالیٰ جا کے سوا کسی کے سامنے جھک جانا جانتی ہی نہیں مگر اندرونی طور پر وہ اقتدار اور کرسی اقتدار کی خواہش مند نہیں ہے۔ جو کوئی بھی افغانستان کے مسندِ اقتدار پر بیٹھا اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا بشرطیکہ وہ مسلمان اور افغان ہو۔ افغان قوم یہ صلاحیت رکھتی ہے کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کریں اور اپنی حکومت چلانے کے لیے نظام حکومت اور راہنما کا چناؤ کرے۔ اگر ایک طرف افغان قوم کے دین و مذہب سے دل لگاؤ ہے اور ہر موقع پر اسلام کی خدمت اور اسلام کی راہ میں ہر نوع کی قربانی دینے کے لیے تیار ہے تو دوسری طرف وہ اپنی ملی روایات کی پابند بھی ہے۔ ان کی ملی روایات میں یہ حقیقت بھی شامل ہے کہ اگر کوئی صاحب علم یا صاحب تصوف شخص افغانوں کے لیے کسی بھی شخص کو مسندِ اقتدار پر بٹھا دے بشرطیکہ وہ مسلمان اور افغان ہو تو وہ انہیں بسر و چشم قبول کرتے ہیں۔ جیسے کہ احمد شاہ ابدالی کو ایک فقیر (صابر شاہ) نے چن کر منتخب کیا تھا اور قوم نے کسی اعتراض کے بغیر ان کی سلطنت اور حکمرانی کو قبول کیا۔ احمد شاہ ابدالی نے ۲۵ سال تک افغانستان کی باگ ڈور سنبھالی اور عنانِ مملکت چلایا۔

اس بحث سے میرا مطلب یہ ہے کہ افغانوں کے لیے داخلی طور پر مسندِ اقتدار متنازعہ مسئلہ نہیں، وہ جو اس مسئلے کو بطریقِ احسن حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اگر یہ لوگ کہیں کہ اگر ایسا ممکن ہوتا یعنی افغان قوم متفق الرائے ہوتی تو موجودہ جہاد کے دوران الگ الگ تنظیمیں کیوں کر معرضِ وجود میں آتیں۔ اور محاذِ جنگ میں کبھی کبھی مجاہد کی بندوق کی نالی سے دوسرے مجاہد کا سینہ کیوں چھلنی ہو گیا؟

اس ضمن میں اگر ذرا غور و فکر سے کام لیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ اقتدار کا مسئلہ نہیں بلکہ اپنے دین اور وطن عزیز کے دفاع کا مسئلہ ہے۔ جب بھی افغانستان کی آزادی اور اسلامی تشخص خطرے میں پڑ جاتا ہے تو افغانستان کے ہر فرد کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے اسلامی تشخص اور آزادی کی برقراری کا دفاع کرے، خواہ وہ کتنے ہی گروہ تنظیموں اور دستوں میں کیوں نہ بٹے ہوں۔ پھر بھی ان کی منزل مقصود اور ہدف ایک ہی ہوتا ہے۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ افغانستان کی جہادی تنظیموں کے راہنما اکثر و بیشتر علماء کرام ہیں جن کا اسلامی تعلیمی درجہ پروفیسر کے برابر ہوتا ہے اور ان میں حکومت کی تشکیل کی اہلیت بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ افغان مجاہدین کی موجودہ دستہ بندی اور کئی تنظیموں کی شکل میں بٹنے کو سربراہ علماء کا اجتہاد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کے درمیان چھوٹے چھوٹے اور فروعی اختلافات موجود ہوں جو دنیا کے ہر ملک اور قوم میں ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ یہ اختلافات خون خرابے یا خانہ جنگی کا باعث بن سکتے ہیں۔

جنیوا معاہدے کے بعد سات تنظیمیں اتحاد کی طرف سے عبوری حکومت اور اس کے لیے کابینہ کی تشکیل ریکٹ بات ہونا افغانوں کی یکجہتی اور اتفاق کا واضح اور روشن ثبوت ہے۔ ہمارے راہنما ہوسِ اقتدار سے بالاتر ہیں۔ ان کا اصل مقصد سرزمین افغانستان پر ایک حقیقی اسلامی حکومت کا قیام اور افغان عوام کی خدمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر افغان اپنے مذہبی رہنماؤں کے ایک ادنیٰ اشارے پر اپنے سروں کی قربانی دینے کو تیار ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہی لوگ مادرِ وطن کے حقیقی فرزند ہیں۔ جو ملک

کی خوشحالی اور آبادی کیلئے اپنے دلوں میں ایک تڑپ لیے ہوئے میدانِ جنگ میں مصروف جہاد ہیں۔ ان کے جہادی کارنامے افغانوں پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں جو کسی بیان کے محتاج نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان کے عوام ان لوگوں کو کبھی بھی برسراقتدار لانے کے لیے تیار نہیں ہیں جو جہادی مورچوں سے دور یورپ میں عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

ہے۔ مجاہدین کے نمائندوں کے مطابق روسی افواج کی واپسی کے ساتھ کابل میں مجاہدین، مہاجرین اور غیر کمیونسٹ قوم پرست نمائندوں پر مشتمل عبوری حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ جس کی تفصیلات طے کر لی گئی ہیں۔ ان نمائندوں کے مطابق افغان مسئلہ کے تمام فریق صرف ایک عبوری حکومت کے قیام پر ہی متفق ہو سکتے ہیں جو معینہ مدت میں انتخابات کروائے۔ ان انتخابات کی بنا پر افغانستان کے تمام افراد اپنے آپ کو تمام کاروبارِ حکومت میں شریک سمجھیں گے اور دوسرے مسئلوں میں الجھنے کے بجائے ایک مضبوط حکومت کے قیام کی کوشش کریں گے۔ جس کا قیام خطے میں پائیدار امن کی ضمانت ہوگا۔

بقیہ: عبوری حکومت سے

میں بیشتر مہاجرین بھی واپس نہیں جائیں گے اس کے برعکس عبوری حکومت (جس کے مقاصد اور اختیارات متعین کر دیے جائیں اور انتخابات کا اعلان کیا جائے) کے قیام کی صورت میں مہاجرین خوشی سے گھروں کو واپس جائیں گے۔ تاکہ وہ انتخابی عمل میں حصہ لے سکیں۔ نیز مختلف گروپوں کی ساری توجہ عوام سے رابطے پر مرکوز ہو جائے گی۔ انتخابات کے بعد اکثریتی جماعت کو اقتدار منتقل کر دیا جائے گا۔ اسی صورت میں پائیدار حکومت کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ کابل کی موجودہ حکومت کی تبدیلی کے بغیر مہاجرین کی واپسی کے بارے میں سوچنا بالکل فضول ہے۔

افغان مجاہدین نے بھی عبوری حکومت کے قیام کا مطالبہ کیا ہے۔ مجاہدین کے سات جماعتی اتحاد کی سپریم کونسل نے اپنے طویل اجلاس کے بعد یہ فیصلہ کیا

کابل انتظامیہ اور انتخابات

کہ دیکھا گیا عوام نے انتخابات کے نام پر اس فراڈ اور فریب کا بائیکاٹ کیا۔ یہاں تک کہ بعض انتخابی حلقوں پر مجاہدین آزادی نے حملے بھی کیے۔

ہاں! ایک سوال باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ روس اور ان کے پٹھو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کی چالبازیاں عوام کو مزید دھوکہ نہیں دے سکتیں نیز انہیں شکست ناکامی اور رسوائی کا بھی سامنا ہے تو پھر ایسے حالات میں وہ کیوں حیلوں اور بہانوں سے کام لے رہے ہیں؟ اس سوال کا جواب بہت آسان اور واضح ہے۔

روسیوں اور ان کے پٹھوؤں کی یہی ایک عمدہ چال ہے کہ وہ حکومت کو قانونی شکل دینے کے لئے اپنے کند حربوں کو بروئے کار لاکر نہ صرف ملک کے اندر بلکہ ملک سے باہر بھی دنیا والوں کو یہ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کابل انتظامیہ ایک قانونی حکومت کی جانب گامزن ہے۔ وہ ایک قابل تحمل رژیم ہے۔ چاہے ایسی حکومت کو اگر سرکاری طور پر تسلیم کر بھی لیا جائے۔ تب بھی صلح دوست اور امن پسند ممالک ان کی ان شیطانی چالوں سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے انتخابات کا پروگرام ملک کے اندر شکست سے دوچار ہو چکا ہے۔ بالکل اسی طرح ملک سے باہر بھی انہیں زبردست شکست، ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

پاکستان میں افغان مجاہدین کے لیے کام کرنے والی

پاکستانی تنظیموں کی پریس کانفرنس

صحافی برادران　　　السلام علیکم

ہم مسئلہ افغانستان کے متعلق چند امور پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ لوگ اپنا قیمتی وقت نکال کر یہاں تشریف لائے۔

جناب! نام نہاد جنیوا معاہدہ پر دستخطوں کے بعد روس اور بھارت نواز عناصر اور حکومت پاکستان یہ تاثر دے رہی ہے کہ جنیوا معاہدہ وہ الہ دین کا چراغ ہے۔ جس کو رگڑنے سے روس کے ساتھ پچھلے چالیس سال سے جو تعلقات خراب چلے آ رہے ہیں وہ پلک جھپکنے سے پہلے درست ہو جائیں گے افغانستان میں جنگ بند ہو جائے گی۔ اور سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ان لوگوں کے خیال میں روس کے ساتھ تعلقات کی خرابی کی واحد وجہ پاکستان کا مہاجرین اور مجاہدین کی امداد کرنا ہے۔ لیکن شاید یہ عناصر گرم پانیوں تک پہنچنے کے لئے زار روس کی وصیت اور اس کے بعد روس کی کمیونسٹ پارٹی کے اعلانات سے آگاہ نہیں ہیں۔ لیکن ہم آپ کے سامنے یہ حقیقت رکھنا چاہتے ہیں۔ کہ روس افغان مسئلہ سے پہلے بھی پاکستان کا مخالف تھا۔ اور ۱۹۱۷ء کے کمیونسٹ انقلاب کے بعد روسی کمیونسٹ اپنے جلسوں میں (بقول ایک روسی مہاجر اور سمرقند و بخارا کی خونین سرگذشت" کے مصنف جناب اعظم ہاشمی) کھلم کھلا گاندھی کی کانگرس کی حمایت کر رہے تھے اور جب کہ ابھی لاہور میں قرارداد پاکستان بھی منظور نہیں ہوئی تھی وہ مسلمانوں اور ان کے رہنماؤں کو انگریزوں کا ایجنٹ اور جاسوس قرار دے کر برصغیر میں مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن کی مخالفت کر رہے تھے۔ کیونکہ روسی کمیونسٹوں کے خیال میں روس کے ہمسائے میں اسلام کے نام پر قائم ہونے والی ایک نظریاتی مملکت اس کے لئے کسی وقت بھی مشکلات پیدا کر سکتی تھی۔ پھر یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ ۱۹۶۵ اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں روس نے بھارت کا ساتھ دیا۔ اور پاکستان کو دو لخت کر دیا۔ اس وقت تو افغان مہاجرین پاکستان نہیں آئے تھے۔ اور نہ ہی پاکستان افغان مجاہدین کی مدد کرتا تھا۔ اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ظاہر شاہ اور داؤد نے نام نہاد پختونستان کا سٹنٹ بھی روس اور بھارت کے اشارے پر کھڑا کیا۔ اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ پاکستانی عوام روس کے لگائے ہوئے زخموں کو چند لمحوں میں طفل تسلیوں سے بھول جائیں۔ اور روس اس شکست فاش کو فراموش کر دے جو اسے افغان مجاہدین کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ اور جس کا ذمہ دار وہ پاکستان کو ٹھہراتا ہے۔

جناب! یہ پس منظر بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ جان سکیں کہ روس کی دوستی کا تاثر دینے والے یہ عنصر سب کچھ جانتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود یہ مہم انہوں نے اس لئے شروع کی ہے کہ پاکستانی عوام کو دوستی کا فریب دے کر افغان مجاہدین کی مدد سے روکا جائے۔

جناب! ہمارے خیال میں جنیوا معاہدہ پاکستان، اسلام اور افغان مجاہدین کے خلاف روس، بھارت اور امریکہ کی سازش ہے۔ جس پر دستخط کرنے کے بعد پاکستانی حکومت بھی اس کی حصہ دار بن گئی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ یہ کیسا معاہدہ ہے۔ جسے پاکستان کی فتح قرار دیا جا رہا ہے اور پاکستان

کے دشمن روسی بھارت اور ان کے پاکستانی ایجنٹ ولی خان بزنجو، پلیجو اور دوسرے ملک دشمن عناصر خوشیاں منا رہے ہیں. دشمن کی فتح پر دشمن خوشیاں نہیں مناتا. پاکستان کے دشمنوں کا اس معاہدہ پر خوشیاں منانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ معاہدہ پاکستان اور مجاہدین کے حق میں نہیں. اور مجاہدین کے مفادات کے خلاف ہے چونکہ مجاہدین پاکستان کی شمال مغربی سرحدوں پر اپنی آزادی کے ساتھ ساتھ پاکستان کے دفاع کی جنگ



لڑ رہے ہیں، اس لئے جو معاہدہ بھی ان کے خلاف ہوگا وہ پاکستان کے لئے بھی اتنا ہی نقصان دہ ہوگا۔

روس افغانستان میں شکست کھا چکا تھا۔ اور اس نے ہر حالت میں واپس جانا تھا، معاہدہ ہوتا یا نہ ہوتا وہ جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ مگر جنیوا معاہدہ نے اسے باعزت واپسی کا راستہ دیا ہے۔ جو تیرہ لاکھ شہداء کے خون سے غداری ہے۔

جناب: اس نام نہاد معاہدہ کے بعد روسی اور بھارتی نمک خواروں نے پراپیگنڈہ مہم شروع کر دی ہے کہ مہاجرین کو واپس دھکیلا جائے۔ جبکہ ابھی روسی فوج افغانستان سے گئی بھی نہیں اور معاہدہ میں بھی ان کی باعزت اور بحفاظت واپسی کی ضمانت دی گئی ہے۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ افغانستان میں حالات نہ تو اس وقت پُرامن ہیں اور نہ مجاہدین کی حکومت قائم ہونے تک پُرامن ہونگے اس لئے مہاجرین کی زبردستی واپسی کے مطالبہ کا نہ کوئی قانونی جواز ہے نہ اخلاقی۔ اس موقع پر ہم یہ واضح طور پر اعلان کر دینا چاہتے ہیں کہ مجاہدین و مہاجرین ہمارے مسلمان بھائی ہیں اور مہمان ہیں، اپنی آزادی، دفاع پاکستان اور اسلام کی سربلندی کی جنگ لڑ رہے ہیں اس لئے پاکستانی عوام انہیں اپنی مکمل حمایت کا یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس وقت تک ان کا ساتھ دیں گے جب تک کابل پر مجاہدین کی حکومت قائم نہیں ہو جاتی اور یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر انہیں پاکستان سے زبردستی نکالنے کی کوشش کی گئی۔ تو اس کے نتائج حکومت اور روسی ایجنٹوں کے لئے انتہائی خطرناک ہوں گے۔ روس نواز عناصر اور حکومت کو جان لینا چاہیئے کہ پاکستان کے غیور عوام نے ۹ سال تک قربانی دی ہے اور وہ کبھی برداشت نہیں کریں گے کہ ان کی قربانیاں ضائع کی جائیں اور مہمانوں کو زبردستی ملک سے نکالا

جائے۔ ہم اس وقت افغان مجاہدین کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اعلان کرتے ہیں کہ ہر حالت میں ان کا ساتھ دیں گے۔

جناب! ۲۸ / اپریل کو چوک انار کلی میں ہماری طرف سے مظاہرہ بھی افغان مجاہدین کے ساتھ اظہار یکجہتی ہی کے سلسلہ کا ایک پروگرام تھا۔ جسے نام نہاد روسی بھارتی نمک خواروں نے غلط رنگ دیا۔ جناب ہم نے ہمیشہ حریت پسندوں کا ساتھ دیا ہے اور افغان مجاہدین بھی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔



جناب! اب ہم آپ کے سامنے نام نہاد "انقلاب ثور" کا پس منظر رکھتے ہیں۔ تاکہ آپ جان سکیں کہ ۲۸ / اپریل کو روسی نمک خوار اس کی دسویں سالگرہ کیوں منا رہے تھے۔

ظاہر شاہ اور داؤد بھی اگرچہ روس کے وفادار تھے مگر روس کو تو افغانستان پر قبضہ کرنا تھا اس لئے اسے وفادار کی بجائے۔ اسے وفادار ایجنٹ کی ضرورت تھی۔ جس کے ذریعہ وہ افغانستان پر فوجی قبضہ کر سکے۔ اس مقصد کے لئے اس نے ۲۷ / اپریل ۱۹۷۸ء کو افغانستان میں اپنے فوجی مشیروں کے ذریعہ، چند افغان فوجی افسروں کو ساتھ ملا کر داؤد کو قتل کروا کے نور محمد ترہ کئی کو تخت کابل پر بٹھایا۔ جب ترہ کئی برسر اقتدار آیا افغانستان میں روسی اساتذہ اور دیگر ملازمین کے علاوہ دس ہزار روسی مشیر موجود تھے۔ چند فوجی افسروں کے بل بوتے پر نور محمد ترہ کئی کو برسر اقتدار لانے کو یہ لوگ انقلاب ثور کہتے ہیں۔ اس انقلاب کے آنے کے بعد چند دنوں کے اندر ہی دس ہزار افغان فوجی سپاہیوں اور فوجی افسروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ان کے علاوہ ہزاروں علماء اور اسلام پسند نوجوانوں کو شہید کر دیا اور ہزاروں کو جیل میں ڈال دیا۔ بقول حفیظ اللہ امین صرف کابل کی جیل میں ترہ کئی کے دور میں بارہ ہزار سیاسی قیدیوں کو قتل کیا گیا جس کے نتیجہ میں افغان عوام اس کمیونسٹ فوجی قبضہ اور ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ آزادی کی لہر اس حد تک بڑھی کہ روس نور محمد ترہ کئی کو بھی قتل کرنے پر مجبور ہو گیا۔ یہ تھا وہ انقلاب ثور جس کی دسویں سالگرہ منانے پر روسی بھارتی نمک خوار چینیز لینچ ہوم مال روڈ پر اکٹھے ہوئے تھے۔ یعنی یہ اس انقلاب کی سالگرہ منا رہے تھے۔ جس انقلاب کے بانی کو خود ان کے باس روس نے قتل کروا دیا تھا۔ اور جس انقلاب کی وجہ سے افغانستان پر روس کا قبضہ ہوا۔ تیرہ لاکھ افغان شہید ہوئے۔ لاکھوں زخمی اور اپاہج۔ پچاس لاکھ سے زیادہ بیرون ملک اور دس لاکھ سے زیادہ اندرون افغانستان ہجرت پر مجبور ہوئے۔ مسجدیں، قرآن مجید، مدرسے باغات، چراگاہیں، جنگلات، فصلیں، جانور وغیرہ تقریباً ہر چیز تباہ ہو گئی۔ اس لئے دنیا کا ہر باشعور، باضمیر اور حریت پسند، نام نہاد اس انقلاب ثور کی مذمت کرتا ہے جس سے انسانیت کو کوئی فائدہ تو نہ ہوا۔ مگر انسانیت کا قتل عام ضرور ہوا۔

جناب: ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ انسانی حقوق کے علمبردار یہ کمیونسٹ اس سالگرہ میں کسے خراج عقیدت پیش کرنا چاہتے تھے۔ قاتل نور محمد ترہ کئی کو یا قاتل حفیظ اللہ امین کو یا ان کی ڈوری ہلانے والی سفاک روسی قیادت کو۔ یا ببرک کارمل کو جو نہ جانے کس حال میں دین فروشی کی سزا کہاں بھگت رہا ہے۔ یا پھر نجیب اللہ کو جو چند ماہ کا مہمان ہے۔

جناب سوچئے! ایک کتا بھی ایک لقمہ کی خاطر اپنے مالک کی

وفاداری میں اپنی جان دے دیتا ہے۔ ظاہر شاہ، داؤد، ترہ کئی، حفیظ، ببرک سب نے پاکستانی کمیونسٹوں کو نوازا مگر ان ایجنٹوں میں سے کسی کو بھی ان کے قتل پر تعزیت کا بیان جاری کرنے کی توفیق بھی نہ ہوئی۔ یہ کیسی دوستی کیسی سالڈیریٹی ہے۔

جناب! غور کرنے کی بات ہے کہ پچھلے نو سال میں انہیں کبھی سالگرہ منانے کا خیال نہ آیا۔ اور اس سال یکلخت دشنوں سالگرہ منانے کا پروگرام بنا لیا۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ وہ روسی فوجوں کی ذلت آمیز شکست اور نام نہاد انقلاب ثور کی مکمل ناکامی کا تاثر دور کرنا چاہتے تھے۔ پھر اس سالگرہ کی سازشانہ اہمیت مزید اس وقت بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے کہ یہ اسی وقت منائی جا رہی تھی، جب نجیب اللہ کچھ دنوں بعد بھارت کا دورہ کرنے والا ہے اور وہ پاکستان کے خلاف راجیو سے گٹھ جوڑ کرے گا۔ اور سازشیں تیار کرے گا۔ جن پر یہ ایجنٹ عمل پیرا ہوں گے۔ ہم نہ صرف انقلاب ثور کی مذمت کرتے ہیں بلکہ پاکستان میں سالگرہ منانے کی ناکام کوشش کی بھی مذمت کرتے ہیں اور لاہور کے غیور شہریوں کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے اس سالگرہ کے پروگرام سے عدم دلچسپی کا مظاہرہ کر کے اسے ناکام بنا کر پوری دنیا کو بتا دیا ہے۔ کہ اہل لاہور محب وطن ہیں اور افغان مجاہدین کے ساتھ ہیں اور روسی اور بھارتی ایجنٹوں کو مسترد کرتے ہیں۔

جناب! روسی بھارتی نمک خواروں نے الزام لگایا ہے کہ ہم نے ان کا پروگرام سبوتاژ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگ ان کے پروگرام میں آتے ہی نہیں۔ ہماری تنظیموں کے اراکین میں سے کسی نے نہ تو ہوٹل میں فون کیا اور نہ ہی ہوٹل کے کسی فرد سے ہوٹل بند کرنے کا کہا۔ آپ میں سے جو لوگ وہاں موجود تھے۔ جانتے ہیں کہ انارکلی چوک میں سارے افراد ہمارے ساتھ تھے روسیوں کے پندرہ یا بیس افراد تھے۔ ہمارے خیال میں پندرہ بیس افراد نے اپنی عزت بچانے کی خاطر خود ہی ہوٹل والوں سے ساز باز کر کے ہوٹل بند کروا دیا۔ ہمارا تو مظاہرہ کا پروگرام تھا۔ ہمیں ہوٹل فون کرنے یا ہوٹل بند کروانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ ہمارے خیال میں اگر ان کا پروگرام خراب ہوا ہے تو اس کی وجہ ان لوگوں کی ملک دشمن پالیسیاں ہیں، جس کی وجہ سے لوگ ان کے پروگراموں میں نہیں آتے اور عوام ان غیر ملکی ایجنٹوں سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ یہ عوام کے اندر آئیں، عوام کی آواز سنیں، عوام کے ساتھ چلیں، ملک دشمنی چھوڑ دیں اور مسلمانوں کے ملک میں غیر اسلامی نظریات ترک کر دیں۔ تو لوگ ان کو سننے کے لئے بھی آئیں گے۔ اس کے ساتھ ہی ہم یہ



اعلان کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے ہم پہ الزام لگایا ہی ہے۔ تو پھر سن لیں کہ آئندہ اگر انہوں نے اسلام، پاکستان اور مجاہدین کے خلاف کوئی پروگرام کرنے کی کوشش کی تو ہم ان کا پروگرام نہیں ہونے دیں گے۔

جناب! ویسے ان کے کچھ افراد نے ہم پہ غنڈہ گردی کا الزام بھی لگایا ہے۔ خود سوچیں کہ یہ پندرہ بیس افراد تھے۔ اگر ہم ان کے ساتھ غنڈہ گردی کرتے تو ان میں سے کون صحیح سالم بچ کر جاتا۔

جناب! پوری آزاد دنیا یہ تسلیم کرتی ہے کہ حق خود اختیاری کے لئے جنگ آزادی لڑنے والے حریت پسند ہیں اور ان کے جو بھی خلاف ہوگا، وہ غدار اور انسانیت کا دشمن ہے اور اس کا منہ کالا کیا جانا چاہیئے۔ یہ لوگ افغان حریت پسندوں کے خلاف غاصب روسیوں کی تعریف میں پروگرام کرنا چاہتے تھے ہم آپ ہی سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ اگر پاکستان میں کوئی فلسطینی مجاہدین کے خلاف امریکہ کے حرامی بچے اسرائیل کے قیام کی سالگرہ منائے تو کیا آپ اس کی اجازت دیں گے اور سالگرہ منانے والے کا منہ کالا نہیں کریں گے اور اسے ملت اسلامیہ کا غدار نہیں کہیں گے۔ یقیناً کہیں گے۔ تو پھر ہم ظالم روس کی پٹھو حکومت کے خلاف جنگ آزادی لڑنے والوں کے خلاف پروگرام کرنے والوں کا پروگرام نہ ہونے دینا کیوں جرم ہے؟

جناب! پاکستان میں افغان مجاہدین آزادی کے خلاف چار قسم کے لوگ کام کر رہے ہیں۔

(۱) بھارت اور روس دونوں کے نمک خوار

(۲) خالص روس کے ایجنٹ۔

(۳) مسخرے اور عقل کے اندھے۔

(۴) چوتھا وہ خاد اور K.G.B کے ایجنٹ بن کر مجاہدین کے خلاف کام کرتے ہیں اور مندرجہ بالا تینوں گروہوں پر بھی نظر رکھتے ہیں ان میں نامور وکلاء کے نام بھی آتے ہیں۔

مندرجہ بالا چاروں گروہوں کو ملک کی سالمیت یا اپنے دین سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ان کا کام صرف اپنے آقا روس اور بھارت کی خوشنودی کی خاطر دولت اور شہرت کے لئے ہر چیز کو داؤ پر لگا دینا ہے۔

جناب! اخبارات والوں سے ہمیں یہ شکوہ ہے کہ آپ لوگ اس دن ان کی باتیں سنتے رہے۔ اور ہم سے پوچھا تک بھی نہیں اور اخبارات میں لکھ دیا کہ یہ جماعت اسلامی کا پروگرام تھا۔ ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہماری تنظیمیں غیر سیاسی ہیں اور ہمارا کسی بھی سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم خالصتاً حب الوطنی اور جذبۂ دین کے تحت کام کرتے ہیں ہمارا ۲۸ اپریل والا پروگرام بھی آزادانہ طور پر بنایا ہوا تھا۔ مگر آپ نے ہمارا یہ پروگرام جماعت اسلامی کے کھاتے میں ڈال دیا۔

جناب! جماعت اسلامی نے تنہا افغان مجاہدین کی خدمت کا کوئی ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ جماعت اسلامی دوسری جماعتوں کی نسبت مجاہدین کے لئے زیادہ کام کر رہی ہے مگر اخبار والوں پر افسوس ہے کہ افغان مجاہدین کے لئے جو بھی کام کرتا ہے اس پر جماعت اسلامی کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔

ذرہ سوچیئے! جماعت اسلامی خدا اور رسولؐ پر بھی ایمان رکھتی ہے۔ تو کیا اس طرح ساری اسلامی دنیا کے مسلمان جماعت اسلامی کے کارکن ہوگئے۔ لیکن یہ آپ نہیں مانیں گے۔

آخر میں ایک دفعہ پھر انقلاب ثور اور اس کی سالگرہ منانے والوں کی مذمت کرتے ہیں اور افغان و فلسطینی مجاہدین کے ساتھ مکمل اظہار یکجہتی کا اعلان کرتے ہیں۔ اور آپ لوگوں کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتے ہیں۔

(۱) ملک احمد سرور صدر پاک افغان مجاہدین فرینڈشپ ایسوسی ایشن

(۲) ڈاکٹر خالد محمود جنرل سیکرٹری تحریک انصار المسلمین

(۳) امتیاز احمد اسلامی انقلابی محاذ

(۴) خواجہ نعیم الدین صدر تحریک انصار المجاہدین

(۵) ڈاکٹر محمد انیس نمائندہ تنظیم حقوق انسانی

(۶) ڈاکٹر محمد امین نمائندہ اسلامک یوتھ فورس

حدیث میں ہے کہ:

جو رزق حلال نہیں کھاتا اس کی کوئی عبادت بھی اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہوتی۔

روسی خواتین کی حالتِ زار

انہیں کام کرنے کے لیے ۳۲ گھنٹوں کی ضرورت ہوتی ہے

لینن گراڈ میں واقع میوزیم آف ہسٹری اینڈ ریلیجن میں ایک عورت کا کانسی کا مجسمہ نصب ہے۔ یہ عورت پاؤں سے ننگی ہے۔ اس کے ساتھ ایک بچہ ہے۔ اس کی کمر پر صلیب کا نشان ہے۔ جس کے وزن سے وہ جھک گئی ہے۔ یہ مجسمہ عورت کی حالتِ زار کی عکاسی کرتا ہے اور میوزیم کے اندر اُداسی کی فضا پر اس کی چھاپ نمایاں نظر آتی ہے۔ اگر آپ اس مجسمے کو روسی خواتین کی آزادی کی تحریک کے پس منظر میں دیکھیں تو یہ مجسمہ سوویت خواتین کی حالتِ زار کی بالکل صحیح عکاسی کرتا دکھائی دیتا ہے

یلینا جو کہ کمیونسٹ پارٹی کی رکن ہے امریکیوں کی ایک جماعت کو روسی خواتین کے بارے میں وضاحت کرتی ہے۔ روسی خواتین روزانہ آٹھ گھنٹے کام کرتی ہیں۔ وہ اپنے گھر سے باہر یہ کام بطور گائیڈ، انجینئر یا خاکروب کرتی ہیں اور جب وہ کام ختم کر کے اپنے گھر واپس آتی ہے تو پھر مزید آٹھ گھنٹے اسی شکل میں کام کرتی ہے کہ خریداری کرتی ہے۔ قطاروں میں کھڑی ہوتی ہے۔ کھانا پکاتی ہے۔ اور بچوں کی پرورش کرتی ہے۔ یعنی وہ دوہرا کام کرتی ہے۔ پھر اُسے مزید آٹھ گھنٹے سونے کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ اور سب سے آخر میں اُسے میک اَپ کے لئے بھی آٹھ گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔

یلینا کے خیال میں روسی عورت کو اس طرح ۳۲ گھنٹوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ مسکراتی ہے۔ لیکن اس کی مسکراہٹ میں بھی ایک درد پنہاں ہے۔ گذشتہ کئی برسوں سے روس میں اظہارِ رائے کی جو تھوڑی بہت ترقی دیکھنے میں آئی ہے اس کے پیشِ نظر روسی خواتین کے یہ دوہرے فرائض اور بے انتہا ذمہ داریاں کمیونسٹ پارٹی کے افسروں میں بھی پہلی مرتبہ زیرِ بحث آتی ہیں اور روسی خواتین کی حالت تو یہ ہے کہ انہیں کسی بھی نئے ملنے والے سے واسطہ پڑے تو وہ اپنی حالتِ زار ضرور بیان کرتی ہیں۔

یلینا کا کہنا ہے کہ روسی انقلاب نے عورتوں کو یہ حق تو دے دیا ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ مل کر کام کریں لیکن اس سے مردوں کے لاشعور میں بیٹھا ہوا عورتوں کے بارے میں طرزِ عمل دور نہیں ہوا۔

مثلاً یلینا نے بتایا کہ وہ ٹریڈ یونین کے ایک اجلاس میں شرکت کے بعد جب گھر پہنچتی ہے اور اپنے شوہر کے ساتھ سیاسیات پر بحث کرنا چاہتی ہے۔ تو اس کے جواب میں وہ صرف یہی کہتا ہے "ریفریجریٹر کھولو"

شادی بیاہ کی صورت حال یہ ہے کہ ایک تہائی شادیوں کا انجام طلاق ہوتا ہے۔ بڑے شہروں مثلاً ماسکو، لینن گراڈ، وولگوگراڈ اور منسلک وغیرہ میں یہ شرح اور بھی زیادہ ہے۔ بہت سے جوڑے کمیونل اپارٹمنٹس میں اس طرح رہتے ہیں۔ کہ ان میں پرائیویسی بالکل نہیں رہتی۔ وہ جب سو رہے ہوتے ہیں۔ تو صرف ایک کمبل ہی ان کے درمیان حدِ فاصل ہوتا ہے۔ روس میں خواتین کی بیشتر تعداد کوئی نہ کوئی کام کرنا چاہتی ہے اور صنعتی ملکوں میں روسی

نعتِ رسولِ مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم

چمکا جو بامِ کعبہ پہ جلووں کا آفتاب
طیبہ میں اُن کی بن گئی ہر اِک کرن شہاب

مینار ہیں ذریعہ کرم کے نزول کا
محرابِ سجدہ گاہِ نبی ! بابِ مستجاب

کہسار ہوں گماں کے کہ ایماں کی وادیاں
رخشاں ہے سب پہ اُن کے تلطف کا ماہتاب

اٹھتی ہے ہر نفس سے مہک پھر درود کی
سینے میں اُن کی یاد کے کھلتے ہیں جب گلاب

کیجے کرم کہ موجیں بنیں ساحلِ مراد
ٹوٹے ہیں بحرِ غم میں تمناؤں کے حباب

راس آگئی ہیں یہ مجھے دو انتہائیاں
میری خطا نہ ان کے ہے الطاف کا حساب

حائل ہے اس میں تیرے نصیبوں کی تیرگی
ورنہ اثرؔ وہاں تو ہیں وا رحمتوں کے باب

اثر لودھیانوی

اس اعتبار سے سرِ فہرست ہے کہ یہاں عورتوں کی سب سے زیادہ تعداد کام کرتی ہے۔ لیکن ایک تو ان کا کام بہت ادنیٰ اور دوسرا آمدنی بہت کم ہوتی ہے۔ روس میں اکثر ڈاکٹر خواتین ہیں لیکن وہ صرف ڈسٹرکٹ کلینکس یا ایمرجنسی سروسز کو چلاتی ہیں۔ لینن گراڈ میں ایک میڈیکل سٹوڈنٹ کا کہنا ہے کہ روس میں خواتین کارڈیالوجسٹ یا نیوروجسٹ نظر نہیں آئینگی۔ زیادہ سے زیادہ بچوں کے امراض کی ماہر ہو سکتی ہیں۔ عورتیں کم تنخواہ پر میڈیکل کے شعبے میں مختلف کام قبول کر لیتی ہیں کیونکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کی پرورش کے لئے اکثر چھٹی لیتی ہیں۔ جن عورتوں کی ڈے کیئر سنٹرز میں اپنے بچے رکھنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہیں وہ بھی اب اپنے بچوں کو یہاں چھوڑنے سے گھبراتی ہیں کیونکہ ماسکو، سمرقند اور لینن گراڈ میں ایک سروے سے یہ انکشاف ہوا کہ اب مائیں اپنے بچوں کے لئے ماںتا کی گرمی کو بے حد ضروری سمجھتی ہیں اور ان کا خیال ہے کہ چھوٹی عمر میں بچوں کو جدا کر دینا ایک ظالمانہ فعل ہے اس طرح یہ بچے انفرادی توجہ سے محروم رہتے ہیں جو کہ بے حد ضروری ہے اجتماعی دیکھ بھال سے بچوں کی جذباتی پرورش شدید طور پر متاثر ہوتی ہے۔ بعض ڈے کیئر سنٹرز میں چھوٹے بچوں کو پاخانہ اور صفائی وغیرہ کی تربیت دیتے وقت بالکل ساتھ ساتھ ٹائلٹ پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ ماسکو میں رہنے والی ایک لڑکی کا کہنا ہے۔ کہ میری ماں صبح کو مجھے ایک ڈے کیئر سنٹر میں چھوڑ گئی لیکن جب سہ پہر کو وہ مجھے لینے آئی تو میں بالکل صبح والی پوزیشن پر بیٹھی تھی۔ حتیٰ کہ میرا زاویہ اور رُخ بھی وہی تھا۔

ویسے تو کہا جاتا ہے۔ کہ ڈے کیئر سنٹرز عام دستیاب ہیں۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ماسکو کی ایک خاتون جس کی دو بچیاں ہیں۔ اسے ڈے کیئر سنٹر کی سہولت حاصل کرنے میں دو سال لگ گئے تھے۔ البتہ فیکٹریوں میں ٹریڈ یونینز ایسے سنٹروں کو بہترین انداز میں چلاتے ہیں۔ لیکن یہاں داخلہ کی اہلیت اس کے پیشے پر منحصر ہے۔ اگر کوئی عورت صفائی وغیرہ کا کام کرتی ہے۔ تو پھر اس کے بچوں کو غیر معیاری قسم کے سنٹروں میں جگہ ملتی ہے ایک ورکنگ خاتون کا کہنا ہے۔ کہ ایک ڈے کیئر سنٹر میں بچوں کی بیماریاں لگنے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے۔ عام طور پر ان بچوں کی دیکھ بھال اچھی طرح نہیں ہوتی اس لئے وہ بیمار پڑ جاتے ہیں۔ جن عورتوں کے بچے ان کی دادیوں یا دادوں کے پاس رہتے ہیں وہ خود کو بہت خوش قسمت تصور کرتی ہیں۔ کیونکہ اس طرح ان کو حقیقی معنوں میں محبت ملتی ہے۔ روس میں ایسی کارکن خواتین بہت تنگ ہیں جنہیں آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی کے بعد خریداری کے لئے جانا پڑتا ہے۔ سرکاری سٹوروں میں صارفین کو لائنوں میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ پہلے وہ چیزوں کا انتخاب کرتے ہیں پھر اس کی ادائیگی کرتے ہیں اور پھر رسید حاصل کر کے اپنی چیزیں اُٹھاتے ہیں۔ پرائیویٹ مارکیٹوں میں صورتِ حال مختلف ہے یہاں چیزیں با افراط ملتی ہیں۔ لیکن ان کی قیمتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں، مثال کے طور پر ایک کلوگرام ٹماٹر امریکی کرنسی میں ایک ڈالر اور اسی سینٹ میں ملتا ہے۔ مگر پرائیویٹ سٹوروں میں جہاں کاشت کار اپنے پرائیویٹ باغات میں اُگائے ہوئے پھل وغیرہ فروخت کرتے ہیں۔ وہاں بھی ٹماٹر کئی گنا زیادہ قیمت پر دستیاب ہیں۔ سرکاری سٹوروں میں سبزیوں کی اقسام محدود ہوتی ہیں یہی حال جوتوں اور دوسری مصنوعات کا ہے۔ ایک خاتون بچوں کے جوتوں کے سائز لئے پھرتی ہیں تاکہ سٹور پر جس سائز کا جوتا بھی دستیاب ہو وہ خرید لیا جائے۔ پرائیویٹ سٹورز سے جو عورتیں خریداری کرتی ہیں۔ وہ لباس تراش میں ان خواتین سے بہت بہتر ہوتی ہیں۔ جو سرکاری سٹورز سے خریداری کرتی ہیں۔ ماسکو کی سنٹرل مارکیٹ میں جو عورتیں خریداری کے لئے جاتی ہیں وہ فر کے کوٹ میں ملبوس ہوتی ہیں۔ بعض

عورتیں کاروں میں ڈرائیور کے ساتھ جاتی ہیں اور ان پر یورپ کی معقول خواتین کا گمان ہوتا ہے۔ قانون میں خواتین کے لئے بہت سی رعایتیں موجود ہیں۔ ان کا بچہ بیمار ہو تو چھٹی بھی آسانی سے مل جاتی ہے لیکن عملاً ایسا نہیں ہوتا فیکٹریوں اور کارخانوں کے منیجر ایسی عورتوں کو ملازم رکھنے سے گریز کرتے ہیں جو صاحب اولاد ہوتی ہیں۔ سیلینا جو کہ کمیونسٹ ہے اس کا کہنا ہے کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں لیکن یہ حقیقت پر مبنی ہے۔

روسی عورتوں کو چار مہینے کی میٹرنٹی چھٹی پوری تنخواہ کے ساتھ ملتی ہے دو مہینے بچے کی پیدائش سے پہلے اور دو مہینے بچے کی پیدائش کے بعد اگر وہ بھی چھٹی لیں تو انہیں تنخواہ کا کچھ حصہ ملتا ہے۔ اسی طرح وہ ایک سال تک رخصت لے سکتی ہیں۔ جبکہ مزید ایک سال وہ تنخواہ کے بغیر چھٹی لے سکتی ہیں۔ لیکن بہت کم خواتین ایسی ہیں جو ایسی چھٹی لیتی ہیں۔ کیونکہ شدید مہنگائی میں ان کے لئے یہ ممکن نہیں۔ کہ وہ آمدنی کا ایک ذریعہ ختم کر دیں۔ کئی اعتبار سے روسی اور امریکی خواتین دو مختلف سمتوں میں رواں دواں ہیں۔ مثلاً امریکی خواتین چاہتی ہیں کہ انہیں ملازمتوں کا تحفظ دیا جائے جبکہ روسی خواتین کی خواہش ہے کہ انہیں گھر میں ہی رہنے دیا جائے تاکہ وہ بچوں کی پرورش پر پوری توجہ دے سکیں۔ بعض روسی طنز نگار اس صورتحال کو اپنی تحریروں میں بھی اجاگر کرتے ہیں اور اسے روسی معاشرے کا دوہرا معیار قرار دیتے ہیں۔ یعنی ایک طرف تو شوہر یہ چاہتے ہیں۔ کہ وہ جب گھر واپس جائیں تو بیوی اس کا مسکراتے ہوئے استقبال کرے اور دوسری طرف وہ ان خواتین کے استحصال کے خلاف احتجاج نہیں کرتے جو سڑکوں اور ہوٹلوں میں کام کرتی ہیں۔

ایک نوجوان جو سڑک پر کام کرتی ہوئی ایک بوڑھی عورت کو دیکھ رہا تھا جب اس سے احساسات کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ "میں اس کے بارے میں کچھ نہیں سوچتا کیونکہ یہ وہ منظر ہیں جنہیں میں دیکھ دیکھ کر جوان ہوا ہوں" لیکن اس کی نوجوان بیوی کا کہنا ہے۔ کہ اس کا شوہر اسے بھی اصرار کرتا ہے۔ کہ جب وہ گھر میں داخل ہو تو وہ اس کے لئے دروازہ کھولے۔ یہ کیسا تضاد ہے۔ سمجھ نہیں آتا۔

ٹاتیانا ماموتووا نے خواتین کے پہلے میگزین "الماتک" کی بنیاد رکھی جس کی پاداش میں اسے روس سے نکالا گیا وہ بھی روس میں خواتین کی حالتِ زار سے متفق ہے اس کا کہنا ہے۔ کہ اصل میں یہ آزادی کا غلط مطلب ہے۔ جس نے ہماری خواتین کو مشقت آمیز بھاری کام کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ روسی خواتین ہر قسم کی محنت مزدوری کرتی ہیں۔ وہ صفائی ستھرائی کا کام کرتی ہیں۔ زیر تعمیر عمارات پر کام کرتی ہیں اور سڑکیں بنانے میں مدد کرتی ہیں۔ لینن گراڈ میں ۹۰ فیصدی دربان خواتین ہیں۔ انقلاب سے پہلے یہ کام مرد کرتے تھے۔ اب عورتوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے روس میں خواتین کے حقوق کی علمبردار ایک خاتون کا کہنا ہے کہ "مساوات کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ عورتوں کو بیلچے پکڑا کر محنت مزدوری پر لگا دیا جائے۔"

روس میں حقوق نسوانیت کی تحریک ۱۹۷۰ء کی دہائی کے آخر میں شروع ہوئی اس وقت لینن گراڈ میں ایک چھوٹی سی جماعت کی بنیاد پڑی۔ لیکن اس گروپ میں دو مختلف نظریات کی خواتین جمع تھیں۔ ان میں سے ایک ماریا کلب تھا۔ جس کا نظریہ روحانی اقدار اور پرانی روایات پر مبنی تھا اور اس گروپ سے وابستہ خواتین عیسائی تعلیمات کی پیروکار تھیں۔ ان کا خیال تھا۔ کہ مذہب ہی عورتوں کے مسائل کا حل ہے لیکن دوسرے گروپ کے نظریات ترقی پسندانہ ہیں۔ اس گروپ کی قائد تاتیانا ہیں جو ایک آرٹسٹ اور شاعرہ ہیں وہ یورپی خواتین کی تحریک نسواں سے زیادہ متاثر ہیں۔ دونوں گروپ اختلافات کے باوجود بعض مسائل پر مشترکہ موقف کے علمبردار ہیں۔ مثلاً میٹرنٹی اور بچوں کی نگہداشت، آبرو ریزی، شوہر کے ہوئے

ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار

گرم ہیں ہنگامہ ہائے کارزار لے رہا ہے تازہ کروٹ روزگار
ہے گریبانِ تشدّد تار تار مکر و فن پر ہے سیاست کا مدار

ہوشیار اے مردِ مومن! ہوشیار

کہہ رہے ہیں اہلِ دانش صاف صاف ہو رہی ہیں سازشیں تیرے خلاف
تیز تر کر خنجرِ خارا شگاف کرنے کو ہیں مکر سے تجھ کو شکار

ہوشیار اے مردِ مومن! ہوشیار

تو نے لکھی ہے لہُو سے داستان ہے فلک انگشتِ حیرت در دہاں
داد دیتے ہیں تجھے اہلِ جہاں وادیاں ہیں تیرے خوں سے لالہ زار

ہوشیار اے مردِ مومن! ہوشیار

زلزلہ انداز ہے تیرا جہاد تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں بد نہاد
پارہ پارہ ہو نہ جائے اِتحاد ایک ہیں مزدُور اور سرمایہ دار

ہوشیار اے مردِ مومن! ہوشیار

ہیں گریزاں غلبۂ اسلام سے خوف آتا ہے انہیں اس نام سے
کام ہو تیرا و لیکن کام سے ساتھ ہے تیرے ترا پروردگار

ہوشیار اے مردِ مومن، ہوشیار

تیری آزادی سے دیں آزاد ہے تیری آبادی سے دیں آباد ہے
تیری بربادی سے دیں برباد ہے دیکھنا اسلام کو آئے نہ عار

ہوشیار اے مردِ مومن، ہوشیار

تو نے مُنہ توڑا ہے استبداد کا سر ہے اُونچا بندۂ آزاد کا
رُخ پھرا ہے جبر کا، بیداد کا موقعے ملتے نہیں یہ بار بار

ہوشیار اے مردِ مومن، ہوشیار

رزم میں تو ہو چکا ہے کامیاب آفریں ہے تجھ پہ بے حد و حساب
ہو نہ جائے بزم میں نقشہ خراب ہے حریف روسیہ کرنے کو وار

ہوشیار اے مردِ مومن، ہوشیار

دھوم تھی دُنیا میں، ہے دشمن قوی جس جگہ پہنچے، نہیں ہٹتا کبھی
تو نے لیکن اس کو ایسی مار دی پھر نہ اُٹھے گا قدم یوں زینہار

ہوشیار اے مردِ مومن، ہوشیار

شولوکف اور افغانستان کی جنگ سے پیدا ہونے والے بعض مسائل پر ان کا نقطۂ نظر ایک جیسا تھا۔ روسی حکومت ان عورتوں کے خلاف تھی انہیں کے۔ جی بی نے دھمکیاں دیں۔ رسائل کی اشاعت سے روکا گیا۔ اگرچہ ان خواتین نے وی آنا، میونخ، پیرس اور نیویارک میں بکھر دیتے ہیں۔ لیکن روسی حکمران اُن کے بارے میں اعتراف نہیں کرتے یہ خواتین کہتی ہیں کہ انقلاب پسند رہنما بظاہر تو مساوات کا ڈھول پیٹتے ہیں لیکن یہ اقتدار کے بھوکے ہیں اور کسی روسی خاتون کو اعلیٰ عہدوں تک نہیں پہنچنے دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت کم خواتین اونچے عہدوں تک پہنچتی ہیں اب تک صرف ایک خاتون پولٹ بیورو تک پہنچی ہے۔ یہ کلیتا خروشیف کا زمانہ تھا۔ لیکن اس کی نشست کبھی عورتوں کی مستقل نشست نہ بن سکی روس میں ایک خاتون خلا باز بنی اور اس نے عورتوں کے حقوق کے بارے میں تھوڑی بہت بات کی۔ لیکن بے سود، سوویت پریس ایجنسی اور ایک میگزین پبلشنگ ہاؤس کی نیویارک میں نمائندہ خاتون لڈمیلا اوٹینا کا کہنا ہے۔ کہ جب بھی میں نیویارک جاتی ہوں مجھے محسوس ہوتا ہے کہ خواتین کی ایک زبان ہے۔ وہاں مرد برتن دھونے کا کام نہیں کرتے اور اسے کمتر سمجھتے ہیں۔ لیکن روس میں تو عورتوں کے لئے یہ ضروری کام ہے۔ اور یہ کام ان کی قسمت میں لکھ دیا گیا ہے۔ وہ کپڑے دھونے پر بھی مجبور ہے اور اسے واشنگ مشین کی کوئی سہولت نہیں ہے روسی خاتونِ خانہ کو خوراک کو محفوظ رکھنے کی کوئی سہولت نہیں ہے چنانچہ اسے باورچی خانے میں شروع ہی سے سب کام کرنے پڑتے ہیں عورتیں چھوٹی موٹی چیزوں کے لئے بھی ترستی ہیں اور بچوں کے ڈائپرز ملبوسات اور پرفیومز کو بطور تحفہ قبول کرتی ہیں اور تو اور وہ خاندانی منصوبہ بندی کے لئے ارزاں ترین چیزوں سے بھی محروم ہیں اور روس میں اس وقت بھی اسقاط حمل خاندانی منصوبہ بندی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ حالانکہ اسقاط کے لئے انتہائی بھدے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور بیہوشی تک نہیں کیا جاتا روس میں ۳۵ سال کی عمر کی ایسی خواتین عام مل جاتی ہیں۔ جس نے پانچ یا چھ مرتبہ اسقاط کر دیا ہو

لیکن روسی خواتین کو اس وقت جو سنگین ترین مسئلہ درپیش ہے وہ ہے ان کے مردوں کی شراب نوشی کی عادت کا۔ اگرچہ گرباچوف نے خصوصی احکامات کے تحت ووڈ کے شراب کی پیداوار کم کر دی ہے لیکن اکثر خواتین اب بھی مردوں کی شراب نوشی سے تنگ ہیں۔ جن لوگوں کو یہ نہیں ملتی وہ سستی قسم کے شراب پیتے ہیں۔ اور اس کے لئے دُکانوں کے باہر لمبی قطاریں لگی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ماسکو کی ایک ۳۳ سالہ خاتون اولایا جس نے دوبارہ شادی کی اور جس کے دو بچے ہیں۔ اس کا خیال ہے کہ اس وقت روس میں خواتین کا کوئی جریدہ نکالنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے وہ خود ایک ماہنامہ شروع کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہیں۔ وہ ایک کمپیوٹر اور کاپینگ مشین خریدنے کے بارے میں سوچ رہی ہیں۔ لیکن روس میں یہ دونوں چیزیں رکھنا خلاف قانون ہے۔ وہ کہتی ہیں۔ جو بھی غلطی ہو عورتیں خود کو اس کے لئے موردِ الزام ٹھہراتی ہیں۔ لیکن میرا رسالہ ان کے شعور کو اجاگر کرے گا۔ ہمیں اپنے شوہروں کو یہ سکھانے کی ضرورت ہے۔ کہ خواتین ان سے کیا چاہتی ہیں

(بشکریہ واشنگٹن ٹائمز)

نگہت

حدیث میں ہے کہ:

اگر کوئی شخص اشیاء کو اپنے پاس اس لیے رکھتا ہے کہ ان کی قیمتوں میں اضافہ ہو جائے تو وہ گنہگار ہے۔

معاشی نظام میں اسلام کا امتیازی مقام

آخری قسط : تحریر: مولوی زاھدی احمدنی

چنانچہ وہ اس نظام سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ دن بدن اشتراکیت سے دور اور اُن نظاموں سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ جنہیں وہ ناپسند کرتے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ کمیونزم اپنی توجہ کا مرکز معاشرے کے اُن غریب نادار اور عاجز لوگوں کو نہیں بناتی جو در حقیقت نگہداشت اور مدد کے محتاج ہیں۔ وہ تو اپنی ساری توجہ پرولتاری طبقہ یعنی مزدور کسانوں پر مرکوز کر دیتی ہے تاکہ سوسائٹی کے نظام کو بدلنے اور دوسرے تمام طبقوں کو ختم کرنے کے لئے انہیں اپنا آلہ کار بنا سکے۔ مگر مارکسی سوسائٹی جس میں ہر فرد کو اس کے کام کے مطابق معاوضہ دیا جاتا ہے اس میں ناداروں۔ بیواؤں بوڑھوں اور بیماروں کو کون پوچھے گا؟ کیونکہ کمیونزم کا سارا فلسفہ اس اصول کے گرد گھومتا ہے کہ جو کام نہیں کرتا وہ کھاتے بھی نہیں۔

اسلام نے فقر و فاقہ کے خلاف باقاعدہ جہاد کا اعلان کیا ہے اور اس کو ختم کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتا ہے مبادا کہ وہ انسان کے عقیدہ، اخلاق و کردار، عائلی زندگی اور اجتماعی زندگی پر اثر انداز ہو کر کوئی خطرناک صورتِ حال پیدا کر دے۔ اسی لئے اسلام نے یہ بات لازمی قرار دی ہے کہ معاشرے کے ہر فرد کو کم از کم مندرجہ ذیل ضروریاتِ زندگی میسر ہونی چاہیئں،

خورد و نوش، رہائش، گرمیوں اور سردیوں کا لباس۔ اگر وہ کسی فن میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس فن کی وہ کتابیں وغیرہ جن کی اس کو ضرورت ہو۔ اگر وہ کوئی دستی کام کرتا ہے تو اس کام کے ہتھیار، اوزار۔ اور اگر وہ شادی کا خواہشمند ہو تو اس کی شادی کا انتظام،

اسلام یہ چاہتا ہے کہ معاشرے کے ہر فرد کو اس کے مناسب حال وہ معیار زندگی میسر آسکے جو اللہ کے فرائض کی ادائیگی اور زندگی کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں اس کے لئے ممد و معاون ہو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں معیشت کا یہ معیار ہر انسان کو کیسے حاصل ہو؟ اور اسلام نے انسان کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل وسائل اختیار کئے ہیں:

۱۔ **عمل:** یعنی کام کرنا۔ اسلامی سوسائٹی میں ہر فرد سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی کام کرے اور اُسے یہ حکم ہے کہ وہ روئے زمین پر چلے پھرے اور اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھائے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ...." اللہ تعالیٰ وہی ذات یکتا ہے جس نے تمہارے لئے زمین منفعت کا محور بنا دیا۔ اور حکم ارشاد ہے، هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ" اللہ تعالیٰ وہی ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم بنا دیا پس چلو تم اس کے اطراف میں اور کھاؤ اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے۔

(سورۃ الملک ۱۵ آیت)

یہ بات جان لینا چاہیئے کہ کام، فقر و فاقہ سے نمٹنے کے لئے پہلا ہتھیار ہے حصول مال کے لئے پہلا ذریعہ ہے اور اس زمین کو آباد کرنے کے لئے بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی خلافت کا شرف بخشا ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ زمین کو آباد کرے۔ ارشاد باری

تعالیٰ ہے کہ صالح علیہ السلام اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں :

"یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ، ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْھَا....."

"سورہ ھود - ۶۱ ایت"

اے میری قوم کے لوگو صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے وہی ہے جس نے زمین سے تم کو پیدا کیا اور یہاں تم کو بسایا ہے۔

اسلام نے مسلمان کے لئے ہر مشروع کام کرنے کی دروازے کھلے رکھے ہیں ہر شخص جس کام کی صلاحیت رکھتا ہو وہ اُسے اختیار کر سکتا ہے، کوئی مقررہ کام کرنا اس پر فرض نہیں الآیہ کہ سوسائٹی کی بہتری کے لئے اس کے سپرد کوئی خاص کام کر دیا جائے۔ البتہ اسلام اُن پیشوں کے اختیار کرنے سے روکتا ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کے لئے ضرر رساں ہوں۔

اسلامی نظام کے زیر سایہ رہ کر کوئی محنت کرنے والا اپنی محنت کے معاوضے اور کوشش کے ثمرے سے محروم نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ مزدور کی مزدوری اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ہی بلا کم و کاست ادا کر دی جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا رسول فرماتا ہے :

أعطوا الأجير حقه قبل أن يجف عرقه" یعنی: مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔"

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : "وقال اللہ عز وجل: ثلاثة انا خصمهم يوم القيامة، رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حراً فاكل ثمنه ورجل استأجر أجيراً فاستوفى منه ولم يعطه اجره" (رواہ البخاری)

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اُن سے نپٹنے والا خود میں ہوں گا ایک تو وہ شخص جس نے میری قسم کھا کر کسی کو زبان دی اور پھر اپنے وعدے سے مکر گیا۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت وصول کی اور تیسرا وہ جس نے کسی مزدور کو اجرت پر بلایا اور اس سے پورا کام لینے کے بعد بھی اُسے اُس کی مزدوری نہ دی۔

مطلب یہ کہ مزدور کے پسینہ کے پھل کا خود ہڑپ کر جانا بہت بڑا خباثت اور اسلام کی روح سے منافی عمل ہے کیونکہ مزدور کو وہ مزدوری نہیں دینا جس کا وہ مستحق ہے تو یہ اس پر ظلم ہے اور ظلم کو اسلام میں بالکل حرام قرار دیا گیا ہے۔

اسلامی نظام میں اس بات پر بھی کوئی قدغن اور ممانعت نہیں کہ کسی محنت کار کے پاس حلال طریقہ سے کمائی ہوئی اتنی دولت جمع ہو جائے جس سے وہ کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد خرید سکے اور اپنے معیار زندگی کو بلند کر سکے یا اس سے بیماری اور بڑھاپے کے ایام میں فائدہ اٹھا سکے یا اس کی اولاد اور ورثاء اس کے مرنے کے بعد اُس سے متمتع ہو سکیں۔

اسی طرح اسلام نے توکل علی اللہ کے نام پر تلاش معاش اور دنیا کو ترک کرنا غیر جائز اور ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے۔

اگرچہ اسلام نے معنوی اور تصوراتی اقدار پر زیادہ توجہ کی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ معاشی قدروں کے اثر کو نظر انداز نہیں کرتا۔ اس لئے مسلمانوں کو تلاش معاش اور حلال طریقے سے دولت جمع کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کرنے کی طرف ترغیب دلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حلال کمائی کو اللہ تعالیٰ کے فضل کا خطاب دے کر فرماتا ہے :

"وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ"

(سورۃ المزمل ۲۰ آیت)

کچھ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں اور کچھ دوسرے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

اسلام نے ان لوگوں کے بارے میں واضح طور پر کہا ہے کہ وہ کسی قسم کی محنت و مشقت نہیں کرتے۔ اور حلال رزق کمانے کی خاطر زمین کے

مختلف حصوں میں آنے جانے سے گریز کرتے ہیں اور دوسروں کے صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ وغیرہ پر انحصار کرتے ہیں۔ اور وہ دوسروں سے سوال کرنے کو اپنے لئے مباح سمجھتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ سوال میں ایک قسم کی ذلت و رسوائی ہے وہ جسمانی لحاظ سے بھی بالکل ٹھیک ٹھاک ہوتے ہوئے بھی دوسروں کے آگے دست سوال دراز کرنے سے ذرا نہیں ہچکچاتے تو اسلام نے ان کو خبردار کیا ہے کہ جب تک وہ طاقتور ہیں اور کمانے کی استطاعت رکھتے ہوں، وہ ہرگز ایسا نہ کریں اور وہ زکوٰۃ و صدقات لینے کے حقدار نہیں۔ چنانچہ ابوداؤد اور نسائی کی ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ مانگنے والے دو آدمیوں سے فرمایا تھا: لَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيٍّ وَلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ۔ کسی غنی طاقت ور اور سلیم الاعضاء شخص کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں۔"

اسلام ان لوگوں کو بھی چارہ سوچنے کا حکم دیتا ہے۔ جو کام کرنے کی طاقت و قدرت رکھنے کے باوجود کام کرنے کی تدبیر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وسائل معاش اور کمائی کے مختلف طریقوں کے بارے میں اُن کی معلومات بالکل محدود ہوتی ہیں۔ ایسے حالات میں ان کے لئے یہ بات سب سے آسان ہوتی ہے کہ وہ اپنی اور اپنے کنبہ کی کفالت کا بوجھ حکومت کے وقت پر ڈال کر تلاش معاش کی ساری کوششوں کو ترک کر دیں اور خود بیکار بیٹھے زندگی کے دن پورے کرتے رہیں۔ مگر اسلام ایسے کسی شخص کے اس طرز عمل کو حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ بلکہ وہ معاشرے کے عام افراد پر عام طور پر اور اصحاب اختیار و اقتدار پر خاص طور پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ وہ اُس شخص کو اس کے حسب حال کوئی کام تلاش کر کے دیں اور روزی کما کر کھانے میں اس کی مدد کریں۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور اپنی بیکاری کی شکایت کرنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تیرے گھر میں کچھ نہیں؟ اس نے عرض کیا کیوں نہیں، ایک پالان ہے، جسے ہم اوپر بھی اوڑھتے ہیں اور نیچے بھی بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، آپؐ نے فرمایا۔ جاؤ وہ دونوں چیزیں لے آؤ۔ جب وہ شخص دونوں چیزیں لے آیا تو آپؐ نے اُنہیں لے کر حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا، ان دونوں چیزوں کو کون خریدتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا۔ میں انہیں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: دو یا تین درہم میں کون لیتا ہے؟ ایک دوسرے آدمی نے کہا: میں دو درہموں میں خریدتا ہوں، آپؐ نے پالان اور پیالہ اُس آدمی کو دے کر دو درہم لے لئے اور انصاری کو دے کر فرمایا: ایک درہم کا کھانا خرید کر اپنے گھر والوں کو دے آؤ اور دوسرے درہم کی ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے اُس میں دستہ لگایا اور فرمایا: یہ کلہاڑی لے کر جاؤ اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لایا کرو اور انہیں بیچا کرو اور پندرہ دن تک میرے پاس مت آنا۔ وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کر بیچتا رہا۔ جب پندرہ دن کے بعد آیا تو وہ دس درہم کما چکا تھا جن میں سے کچھ درہموں کا اس نے کپڑا اور کچھ کا کھانا دانہ خریدا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا: یوں کما کر کھانا تمہارے لئے بہتر ہے اس سے کہ لوگوں سے مانگنے پھرنے کے سبب قیامت کے روز تمہارا چہرہ داغدار ہو۔ سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لئے درست ہے: ایک نہایت مفلس آدمی، دوسرے جو بہت بھاری قرض کے نیچے دبا ہوا ہو اور تیسرے وہ جس پر بھاری دیت پڑ گئی ہو۔

مندرجہ بالا حدیث سے یہ واضح طور پر ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے لئے اس بات کو اچھا نہیں سمجھا کہ وہ کمانے کی

طاقت رکھنے کے باوجود زکوٰۃ و صدقات لے کر اپنی ضروریاتِ زندگی پوری کرے۔ بلکہ کسبِ حلال کے مواقع فراہم کرنے میں اس کی مدد کی۔

فقر و فاقہ کے مسئلے کو حل کرنے میں اسلام اُن تمام نظام ہائے زندگی سے کوسوں آگے ہے جو ظہورِ اسلام سے کئی صدیاں بعد انسانیت کے سامنے پیش کئے گئے۔ وہ کسی حاجت مند سائل کی مشکل کو یوں حل نہیں کرتا کہ وقتی طور پر اُسے کچھ مادی امداد دلوائے اور نہ وہ محض وعظ و تلقین سے سائل کے دل میں سوال کرنے سے نفرت پیدا کر دینے پر اکتفا کرتا ہے بلکہ وہ سائل کی دستگیری کرتا ہے اور بڑے احسن طریقے سے غربت و افلاس سے نجات حاصل کرنے میں اس کی مدد کرتا ہے۔ اور اسے اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ اپنی معاشی حالت کو درست کرنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور دوسروں کے آگے دستِ سوال دراز کرنے سے گریز کرے۔

اسلام نے اُن بیواؤں، معذوروں چھوٹے چھوٹے بچوں اور نہایت بوڑھے آدمیوں، یتیموں اور مزمن امراض میں مبتلا لوگوں کو بھی فقر و فاقہ اور محتاجی اور تنگ دستی کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے انتظام کیا ہے اور اس سلسلے میں پہلی چیز یہ ہے کہ ایک خاندان کے افراد ایک دوسرے کا پاس کریں اور ایک دوسرے کی اعانت و کفالت کا ذمہ لیں، دوسرا یہ کہ طاقتور کمزور کے کام آئے دولتمند اپنے فاقہ مست بھائی کا کفیل بن جائے۔ تیسرا اور آخری یہ کہ اصحابِ قدرت اور حکومتِ وقت اپنے معذور اور مجبور افرادِ ملت کو سہارا دے کر ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد دیں۔

اسلام ذاتی ملکیت اور حلال کمائی کے ذریعے دولتمندوں پر اپنے طرف سے ان پر کوئی ایسا حکم نہیں لگاتا جو اپنے مرضی سے اپنی دولت کو اپنی آپ پر خرچ کرنے میں رکاوٹ ہو۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ اسلام کو زندگی کی جو روش پسند ہے اور جسے وہ عام طور پر رائج دیکھنا چاہتا ہے وہ سادگی کی روش ہے لیکن ساتھ ساتھ اسلام یہ اجازت بھی دیتا ہے کہ اگر دولتمند اور اغنیاء اپنے اپنے بساط کے مطابق اور شرعی حدود کے اندر اپنے مال سے عیش کوشی کریں۔ مثلاً نفیس لباس پہنائے اچھے کھالیں۔ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بلکہ ایسا کرنی چاہیئے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ابوالاحوص الجشمی کے والد کو اس حال میں دیکھا کہ پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے دریافت کیا کہ: کیا تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نے جواب دیا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: کس قسم کے مال؟ میں نے عرض کیا کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال دے رکھے ہیں۔ اونٹ ہیں اور بکریاں ہیں۔" آپ نے فرمایا:

"اذا اتاک اللہ مالاً فلیُرَ اثرُ نعمتہ وکرامتہ علیک"

جب تجھے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو ضروری ہے کہ تیرے اوپر ظاہر کرے) اس کی نعمت اور کرم فرمائی کا اثر بھی محسوس کیا جائے۔ (ابوداؤد)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اللہ طیب، یحب الطیب نظیف یحب النظافۃ، کریم یحب الکرم، جواد، یحب الجود، فنظفوا افنیتکم ولا تشبھوا بالیھود" (ترمذی)

اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔ صاف ستھرا ہے اور صفائی ستھرائی اسے پسند بھی ہے۔ خود کریم ہے اور رحم و کرم کو محبوب رکھتا ہے۔ سخی ہے اور اسے سخاوت پسند ہے۔ لوگو! تم بھی اپنے جسموں کو صاف ستھرا رکھا کرو اور یہود کی طرح گندے نہ ہو جاؤ۔

ایک اور حدیث میں فرماتا ہے:

کل ما شئت والبس ما شئت ما خطئتک اثنتان: اسراف او مخیلۃ" (بخاری)

جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو۔ بشرطیکہ اسراف اور اتراہٹ اِن دونوں چیزوں سے بچے رہو"

یہ تھا اسلامی نظمِ معیشت کا ایک جھلک جو اپنا مثال آپ ہے۔

ایشیا ویک کی رپورٹ

ترجمہ: خالد خورشید

جنیوا معاہدہ امن معاہدہ نہیں

۱۹۸۲ء کے اوائل میں شروع ہونے والے جنیوا مذاکرات بالآخر ۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء کو معاہدے پر دستخط پر اختتام پذیر ہو گئے۔ پاکستان کی طرف سے زین نورانی اور افغانستان کی جانب سے وزیر خارجہ عبدالوکیل نے دستخط کئے۔ ان مذاکرات کے معاہدے پر امریکی وزیر خارجہ جارج شلز، روسی وزیر خارجہ ایڈورڈ شیورڈ ناڈزے اور مذاکرات میں اقوام متحدہ کے ثالث ڈیگو کارڈویز نے بھی دستخط ثبت کئے۔ چھ سال کے طویل عرصے پر محیط یہ مذاکرات صرف ۱۰ منٹ کی تقریب کے بعد سرد مہری کی کیفیت میں اپنے انجام کو پہنچے۔

اس معاہدے کی رو سے روس اپنی ایک لاکھ پندرہ ہزار فوج نو مہینے کے اندر اندر افغانستان سے واپس بلائے گا روسی فوج کے انخلاء کا عمل پندرہ مئی سے شروع ہو گا۔ روسی افواج کی نصف تعداد کو پندرہ اگست تک واپس بلا لیا جائے گا۔ جب کہ تمام فوجوں کی واپسی پندرہ فروری ۱۹۸۹ء تک عمل میں آئے گی اگر ایسا ہوا۔ تو دوسری جنگ عظیم کے بعد یہ پہلا موقع ہو گا کہ روس کسی ملک سے اپنی فوج واپس بلائے گا۔

روس کو اس آٹھ سالہ جنگ میں تقریباً آٹھ بلین ڈالر خرچ کرنا پڑے اور ۱۰ تا پندرہ ہزار فوجیوں کی ہلاکت کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ اور کم و بیش تیس سے چالیس ہزار روسی فوجی زخمی ہوئے۔ جبکہ افغان عوام نے ۱۳ لاکھ جانوں کا نذرانہ آزادی کی قیمت کے لئے ادا کیا۔

اس معاہدہ کے نتیجے میں جہاں روسی افواج افغانستان سے کوچ کریں گی وہاں پچاس لاکھ افغان مہاجرین ایران اور پاکستان سے اپنے وطن لوٹیں گے جو دسمبر ۱۹۷۹ء میں روسی جارحیت کی بنیاد پر اپنے گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے

جنیوا معاہدہ پانچ دستاویزات پر مشتمل ہے۔ جس میں امریکہ اور روس نے پاکستان اور افغانستان کے اندرونی معاملات میں ہر قسم کی مداخلت سے گریز کا عہد کیا ہے۔ کابل حکومت نے پناہ گزینوں کی آزادانہ واپسی اور وہی حقوق و مراعات دینے کا وعدہ کیا ہے جو دوسرے افغان شہریوں کو حاصل ہیں۔ ایک کمیشن کا قیام جو مہاجرین کی واپسی کے عمل کی نگرانی اور سرحدیں عبور کرنے کے مقامات کا تعین کرے گا۔ چوتھی دستاویز روسی افواج کے شیڈول کے متعلق ہے۔ جب کہ پانچویں دستاویز اقوام متحدہ کے مبصرین کی طرف سے معاہدے پر عمل درآمد کی نگرانی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ دونوں ملکوں نے ایک دوسرے کی آزادی، خود مختاری اور ایک دوسرے کی سرحدی خلاف ورزیوں سے گریز کا بھی وعدہ کیا ہے۔ جس کی ضمانت امریکہ اور روس نے فراہم کی ہے۔ معاہدے میں یہ بھی طے پایا کہ افغانستان اور پاکستان کے نمائندے جب بھی ضروری ہوا۔ معاہدہ پر عمل درآمد کی غرض سے ملاقات کیا کریں گے۔ جبکہ اقوام متحدہ اسلام آباد اور کابل میں اپنے دفاتر قائم کرے گا اور دونوں فریقوں میں شکایت یا اختلاف کی صورت میں اقوام متحدہ کے مبصر فوری کارروائی کریں گے۔

معاہدوں پر دستخطوں کے بعد زین نورانی نے اپنے بیان میں کہا کہ پاکستان نے معاہدہ پر دستخط کرنے سے قبل یہ واضح کر دیا تھا کہ وہ کابل کی موجودہ حکومت کو تسلیم نہیں کرتا۔ حکومت پاکستان نے ضمانت دینے والے ممالک کی یقین دہانیوں پر دستخط کئے۔ جب کہ امریکی صدر ریگن نے افغان امداد جاری رکھنے کا اعلان کیا۔ روسی وزیر خارجہ ایڈورڈ شیورڈ ناڈزے نے معاہدے کے بعد پریس کانفرنس سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يريدون ليطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

ماہنامہ

مشعل

صاحب امتیاز
کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

مدیر : سید عبداللہ   معاون : عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۲ - شمارہ نمبر ۱۱ - ۱۲ - مسلسل نمبر ۲۳ - ۲۴ ، مئی ، جون ۱۹۸۸ء - جوزا ۱۳۶۷ ھ ش

اس شمارے میں

پتہ

دفتر : ماہنامہ مشعل کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX No: 345
PESHAWAR PAKISTAN
پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور، پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰ "
فی پرچہ — ۵ "

بیرونی ممالک : سالانہ ۲۰ ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸
مسلم کمرشل بینک برانچ چارسدہ روڈ
پشاور - پاکستان

خطاب کرتے ہوئے کہا کہ روس کے لئے افواج کی واپسی شکست نہیں ہے بلکہ ہم نے اس مسئلے کو ہار جیت کے معنوں میں لیا ہی نہیں ہے۔ اور افغان مجاہدین کے سربراہ گلبدین حکمت یار نے معاہدے کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ مجاہدین اس وقت تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے جب تک ہم آخری روسی سپاہی کو دریائے آمو کے پار نہیں دھکیل دیتے ادھر نجیب حکومت اپنے استحکام اور کی "امن پسند" پالیسی کا حصہ ہے۔ جو انہوں نے اپنے آپ کو ایک معتدل مزاج رہنما کہلانے کے لئے شروع کی ہے۔

دوسری صورت میں معاہدہ نہ ہونے کے باعث روسی افواج کی واپسی روس کی شکست گردانی جاتی، جب کہ امریکہ نے روس کو جنیوا معاہدے میں شکست کی پشیمانی سے بچانے میں اس کی پوری مدد کی تاکہ بڑی طاقتوں کے ناقابل تسخیر ہونے کا طلسم قائم رہے۔ بھارت بھی روس امریکہ اور روس نے ضامن کی حیثیت سے دستخط کئے ہیں ایک طویل جنگ کے خاتمے میں معاون ثابت ہوگا اور ایسے حالات پیدا ہو سکیں گے جن کی بنیاد پر اپنے گھر بار سے دور افغان مہاجرین کی واپسی ممکن ہو سکے گی موجودہ صورت حال میں ایسا ہوتا نظر نہیں آتا اور عالمی مبصرین بھی اس سلسلے میں کوئی حتمی بات کہنے سے گریزاں ہیں۔

> روس جنیوا سمجھوتے کی آڑ میں اپنی ذلت ورسوائیوں کو جو اسے افغان مجاہدوں کے ہاتھوں نصیب ہوئی ہیں پردہ ڈال کر چھپانا چاہتا ہے مگر پردہ اتنا نازک ہے جس سے کوئی چیز نہیں چھپائی جاسکتی ہے۔
>
> —— پروفیسر برہان الدین "ربانی" امیر جمعیت اسلامی افغانستان ——

بقا کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے میں مصروف ہے۔ جب امریکہ اور روس دونوں ہی فوجی انخلا کے بعد مجاہدین کی قائم ہونے والی حکومت سے خائف نظر آتے ہیں

مندرجہ بالا بیانات سے جو نتائج نکالی جاسکتی ہے اور جو صاف ظاہر ہے کہ موجودہ حالات میں نہ تو افغانستان میں جنگ کا خاتمہ ہوگا۔ اور نہ ہی پچاس لاکھ افغان مہاجرین اپنے وطن لوٹ سکیں گے روس نے نہ صرف مجاہدین کے ہاتھوں اپنی واضح شکست نظر آتے دیکھ کر اپنی سوا لاکھ فوج کی ذلت آمیز واپسی کے پیش نظر جنیوا معاہدہ کا سہارا لے کر صرف اور صرف امن کا چیمپئن بننے کی کوشش کی ہے۔ جو کہ روسی رہنما گوربچوف کی ہمنوائی میں پیچھے نہیں رہا اور اس نے بھی ڈاکٹر نجیب کو بھارت کے دورے کی دعوت دے ڈالی۔

یہ بات بھی واضح ہو کر سامنے آ گئی ہے کہ جنیوا معاہدہ امن معاہدہ نہیں بلکہ صرف فوجوں کی واپسی کا شیڈول ہے۔ امن معاہدہ اس جنگ کے اصل فریق مجاہدین کی شمولیت کے بغیر ممکن نہیں، یہی وجہ ہے، کہ بڑی طاقتیں اور ان کے ہمنوا یہ بات تسلیم کرنے کے بجائے خطرہ آتا دیکھ کر شتر مرغ کی طرح اپنی گردنیں ریت میں دبانے میں مشغول ہیں۔

اب بات دیکھنے کی یہ ہے کہ جنیوا معاہدہ جس پر اقوام متحدہ سمیت

ان تمام عوامل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مجاہدین کی قوت ایمانی، جذبہ جہاد اور شدید مزاحمت کے باعث روس گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوا ہے جس کی آبیاری تیرہ لاکھ افغان عوام نے اپنا خون دے کر کی ہے۔ بڑی طاقتیں اس کو حقیقت جان کر افغانستان میں ایسے حالات پیدا کریں۔ جو مجاہدین کو قابل قبول ہوں ورنہ ان حالات میں افغانستان میں پر امن حالات ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ جو پچاس لاکھ افغان مہاجرین کو اپنے وطن واپس جانے کی ترغیب دے سکے۔ اور آٹھ سال سے جاری یہ جنگ بند ہو سکے۔

تحریر: صاحبزادہ سلیم الرحمٰن

افغانستان میں اسلامی حکومت کی اہمیت

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ ابتدائے آفرینش سے ہر قوم نے ہر زمانے میں اپنی نظریات اپنی عقائد اور مذہبی اطوار کو پھیلانے کے لئے جدوجہد کیا۔ اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ یہ بھی ہر اہل دانش کو معلوم ہے کہ ہر دور میں دو قسم کے لوگ آپس میں برسرپیکار رہتے تھے ایک اللہ کے بتائے ہوئے دین ونہج والے اور دوسرے اُس سے منحرف لوگ ۔ ان کی یہ ٹکر بہت شدید ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ اللہ کے دین والے تو اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور حق پر ہوتے بھی تھے۔ لیکن مخالف لوگ جو بالکل گمراہ اور باطل ہوتے تھے وہ بھی اپنے آپ کو صحیح سمجھتے تھے۔ اس لئے دونوں فریق پوری قوت سے لڑتے جھگڑتے تھے۔ سب سے آخر میں اللہ تعالٰے نے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ کے ذریعے اسلام کو پسندیدہ دین قرار دے دیا گیا اور محمدؐ کو آخری پیغمبرؐ ماننے کا حکم صادر فرمایا۔

اب مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ جہاں جہاں تک اسلام پہلے پھیل چکا تھا ان علاقوں میں اسلام کی حفاظت اور جہاں اسلام نہیں ہے۔ وہاں بذریعہ تعلیم وتبلیغ اسلام پھیلائیں۔ اس کی حفاظت اور پھیلاؤ کے لئے جانی، مالی اور وقت کی قربانی کی ضرورت ہے۔ پہلے بھی مسلمان اپنے دین کی خاطر شہید ہوئے۔ اپنے مال ومتاع کو لٹایا اور برسوں راہِ حق میں سفر کرتے رہے اور جہاں گئے وہاں اسلام کی قندیل روشن کی۔

آج بھی ہم اگر دنیا میں ہر جگہ اسلام کے وجود اور مسلمانوں کی موجودگی پر فخر کرتے ہیں تو یہ ہمارے ان اسلاف کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ قربانیاں جاری رہیں تو مسلمان فلاح پائیں گے ورنہ گرفتِ الٰہی میں آئیں گے جو شدید ہے۔

افغانستان بھی ان ممالک میں شمار ہوتا ہے جن میں خلفائے راشدین کے زمانے سے اسلام کی شمع روشن ہو چکی ہے۔ یہاں پر اُس زمانے میں بھی چراغِ اسلام میں مجاہدین نے اپنے خونِ اطہر کا تیل جلایا تھا اور آج بھی ان کے نقش قدم پر چل کر مجاہدین افغانستان اُس چراغ کی حفاظت کر رہے ہیں ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

افغانستان میں افغان مجاہدین کا روسی قبضے کے خلاف علمِ مزاحمت بلند کرنا کوئی حادثاتی امر نہ تھا بلکہ اس کی ٹھوس وجوہات تھیں اور وہ یہ کہ روس کا حملہ صرف سامراجی نوعیت کا نہ تھا اور نہ روسی سلطنت میں وسعت کا خیال تھا۔ وہ پہلے ہی سے وسیع تر رقبے کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ اگرچہ درحقیقت مالکِ ہر شے خدا است۔

ان کا ارادہ یہ تھا کہ افغانستان میں اسلام کے جو نقوش دوام ہیں ان کو مٹایا جائے اور ان کی جگہ مارکسٹ کمیونسٹ نظام مسلط کیا جائے اور جب بھی افغانستان پر ان کا قبضہ مضبوط ہو تو افغانستان میں داخل ہونے والا ہراول دستہ پاکستان میں داخل ہو کر بحیرہ عرب کے پانی تک پہنچے۔

یہ ان کا دیرینہ خیال بھی ہے اور خواہش بھی یہی وجہ ہے کہ افغانستان کے غیور مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے اور روسی طاقت کے جدید انداز کو پس پشت ڈال کر روسی افواج کو پاؤں تلے روند ڈالا اُدھر مجاہدینِ افغانستان نے طارق بن زیاد اور خالد بن ولید کا جذبہ دکھایا۔ اِدھر پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے واشگاف اعلان کیا کہ اس معرکے میں مجاہدین کے ساتھ مکمل تعاون کیا جائے گا اور اس نے عملاً ثابت کر کے دکھایا انما المؤمنون اخوۃ کے مصداق مجاہدینِ افغانستان اور انصارِ پاکستان ایک ہیں اگر مجاہدین افغانستان کے لئے لڑ رہے ہیں تو پاکستان اس سے جدا نہیں اور اگر انصارِ پاکستان ان سے تعاون کر رہے تو بھی پاکستان کے لئے ہے گویا دونوں کا ہدف ایک ہے۔ اور دونوں ایک دوسرے کے لئے جزو لاینفک ہیں۔

مجاہدین کی راہ میں بے شمار روڑے اٹکائے جا رہے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ معاہدۂ جنیوا عبوری حکومت کے قیام کی شرط سے عاری ہے اگرچہ ماسکو اور واشنگٹن کی طرف سے غیر سرکاری اور غیر تحریری طور پر مسٹر کارڈوویز کو افغان دھڑوں سے مذاکرات کے ذریعے ایک مخلوط حکومت بنانے کا کام سپرد کیا جا چکا ہے۔ لیکن یہ کوئی تسلی بخش اقدام نظر نہیں آتا۔ چند دن قبل مسٹر کارڈوویز نے ایک پوسٹ سے استعفیٰ بھی دیا ہے۔ جس آدمی کو یہ کام سپرد کیا گیا ہے اگر وہ اس قسم کی گردش میں آ جائے تو مخلوط عبوری حکومت معرضِ التواء میں آ سکتا ہے اور نہ جانے یہ التوا اتنا طول پکڑے کہ کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔

لیکن مجاہدین کا عزم و استقلال کچھ اس نوعیت کا ہے کہ روڑے تو روڑے ہیں پہاڑ بھی سامنے آئیں تو اڑ جائیں،

عزم صمیم ہو تو نظر آئے کوہ کاہ
راسخ نہ ہو ارادہ، تو تنکا پہاڑ ہے

قارئین کو افغانستان میں بھارت کا کردار بھی تھوڑا سا اگر دکھایا جائے تو بہتر رہے گا۔ بھارت آٹھ سال خاموش رہا۔ کیونکہ روس نواز بھارت کو یقین تھا۔ کہ روس دن بدن آگے بڑھ رہا ہے اور ایک دن اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو جائیگا لیکن جب بھارت کو معلوم ہوا کہ روسی افواج نکل رہی ہیں تو بھارت کو خیال آیا کہ سکرین پر آنا چاہیئے بھارت کا جو بھی ارادہ ہے اس سلسلے میں منفی ہوگا۔

پہلے بھی بھارت کے مشیر اور فوجی جرنیل افغانستان میں روسی افواج کے شانہ بشانہ مجاہدین کو کچلنے کے لئے کسی طرح پیچھے نہ تھے۔ انہوں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ لیکن اب قدرے زیادہ کھلے انداز میں نجیب سے ملاقاتیں کرنا اور زیادہ مشوش نظر آنا اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ بھارت موجودہ حل پر خوش نہیں اس کا خوش ہونا یا نہ ہونا شیرِ دل مجاہدین کے عزم کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتا ایک اردو کہاوت ہے کہ " تجھے پرائی کیا پڑی ہے اپنی نبیڑ تو " اپنے ملک میں سو مسئلے ہیں سکھ فسادات مسلم کشی اور طرح طرح کے مسائل ہیں عوام بھوکے مرتے ہیں، قحط ہے۔ وبائیں ہیں، سیلاب ہیں۔ لیکن یہ کبھی سری لنکا میں ٹانگ اڑائے گا کبھی پاکستان کے ساتھ فرنٹ لائن پر افواج کو چکر دے گا اور کبھی افغانستان میں بے جا مداخلت۔ لیکن اگر بھارت نے اس مشورہ پر عمل کیا اور افغانستان کو سری لنکا نہ سمجھا تو یہ اس کے حق میں بہتر رہے گا۔

افغانستان کے مہاجرین اور مجاہدین نے جو کچھ کیا ترک وطن کیا۔ خون بہایا سفر کی صعوبتیں برداشت کیں موسموں کے تغیر و تبدل کے نشتر سہے تو صرف اسلام کے لئے۔ اور اپنے مادرِ وطن کی تقدیس بحال کرنے کے لئے یہ دو مقاصد ان کے سامنے تھے۔ دونوں پورے نظر آتے ہیں۔ جب افواجِ روس مکمل طور پر چلی جائیں گی اور ارضِ مقدس کی تطہیر ہو جائے گی۔ کسی



قسم کا بارودی سرنگ، بم اور اسلحہ نہ رہے گا۔ تو افغان باشندے بااقتدار برق اپنے ملک کی آغوش میں چلے جائیں گے۔

کیونکہ افغانستان کی سرزمین عرصہ آٹھ سال سے اپنے تیس لاکھ بیٹوں سے جدا ہوئی ہے اور بیس لاکھ کے قریب ایران میں مقیم ہیں۔ جس ماں سے ایک بیٹا جدا ہو جائے اور اس کی موت و حیات سے ماں بے خبر ہو تو اس پر کیا گزرتی ہے اور پچاس لاکھ بیٹوں کی جدائی کا غم الامان۔ اپنے مادرِ وطن کی عصمت کے لئے بیٹوں نے جو اپنے سر کٹوائے اور خون بہایا۔ تو تاریخ عالم میں گزشتہ تمام کارنامے جو بطورِ سند پیش کئے جاتے تھے محو کر دیئے گئے اب اگر شجاعت کی مثال کوئی دیگا تو افغان مجاہدین کا دے گا۔

خدا رحمت کند ایں مردانِ پاک طینت را

روسیوں کو سبق مل گیا آئندہ وہ اتنا تکبر نہیں کریں گے۔ جس نے عزازیل کو بھی خوار کیا تھا اور آج اس کی اولاد کو خوار کیا ہے، دنیا میں جن ممالک میں بھی اس کے پیروکار ہیں خستہ حال ہیں۔ پریشان ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے۔ بقولِ اقبال ـ

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

آج وہی نقشہ سامنے ہے کہ تین تین دن کے بھوکے پیاسے مجاہدین ایک سپر پاور سے لڑ رہے ہیں اور آخر کار منہ کی کھا کر واپس جا رہے ہیں۔ اس سے دونوں فریقوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ بڑی طاقتوں کو جو نام نہاد بڑی طاقتیں ہیں ہوش آنا چاہیئے کہ بڑی طاقت تو صرف اللہ کی ذات ہے اور کمزور طاقت جو آج کل صرف مسلمان ہیں گھبرانا نہیں چاہیئے اور مایوس نہیں ہونا چاہیئے اگر وہ حق پر ہیں تو فاتح رہیں گے اور جس قوم یا فرد نے ذاتی مفاد کے لئے کام کیا۔ لوگوں کو دھوکہ دیا یا مختلف نعرے استعمال کئے۔ جو صرف دکھاوے کے لئے ہوں۔ تو ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ اس لئے مجاہدین افغانستان کا جذبہ ہی ہونا چاہیئے اور اتفاق قابلِ تقلید ہونی چاہیئے تاکہ مستقبل میں ان کی اولاد بھی سرخرو ہو کر رہے۔

اب مرحلہ آگیا ہے اسلام کا۔ مجاہدین کو اللہ تعالےٰ نے جو نصرت سے نوازا۔ دنیا بھر میں جو تکریم ہو رہی ہے اور جن کی فتح و نصرت نے اقوامِ عالم کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا وہ کیا ہے وہ اسلام پر مرمٹنے کا جذبہ، جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے ان کو عزت و توقیر کے تاج پہنائے۔

اب اسی جذبے سے افغانستان میں مکمل طور پر اسلام کا نفاذ قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہ معتبرہ کی تائید

سے افغانستان کا چپہ چپہ نورِ اسلام سے منور ہو۔ جن مساجد کو منہدم کیا ہے ان کی دوبارہ تعمیر، مدارس کو برقرار رکھنا اور مدارس میں جو لادینی نصاب مروج ہے اس کی اکھاڑ شامل ہے۔ اساتذہ اور علما جو لباسِ اسلام میں کفر و الحاد کا زہر بچوں کے پاک اذہان میں گھول رہے ہیں، ان کی نشاندہی اور ختم کرنے کا کام بھی بہت ضروری ہے۔ مشکوک اور غیر اسلامی نصاب کو ختم کرنا اس کی جگہ اسلام کا پاک اور حقیقی نصاب متعارف کرانا ضروری ہے۔

ان آٹھ سالوں میں روسیوں نے آئینۂ اسلام کو جتنا گرد آلود کیا ہے اتنا ہی دوبارہ اس کی صاف کرنا پڑے گا۔ مخرب اخلاق اشیاء عریانیت و فحاشی کے اڈے اور حرام مشروبات منشیات جو اسلام میں ممنوع ہیں بیک جنبشِ قلم ختم کرنے چاہیئے۔ ان تمام اصلاحات کے ساتھ ساتھ جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہے وہ ہے بیدار مغزی، ہر قدم اور ہر حرکت جو غیر اسلامی افراد آئندہ کے لئے افغانستان میں لیں گے اور کریں گے ان کو شک کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ تاریخ میں ہندوستان پر انگریزوں کے قبضے کا قصہ ہی بتاتا ہے کہ پہلے یہ لوگ گربہ مسکین بن کر تجارت کا بہانہ، تعلیم حاصل کرنے کا بہانہ، کارخانہ اور فیکٹری لگانے کی پیش کش ایک چیز دوسری چیز اور لہو و لعب میں ملوث کرنے کے طریقے استعمال کرتے ہیں بعد میں وہ کمبل بن جاتا ہے جو دریا میں کوئی چھوڑے بھی تو نہیں چھوڑ سکتا۔

یہاں ایک نکتہ واضح کروں کہ یہ مضمون خواص کے لئے کم اور عوام کے لئے زیادہ ہے۔ افغانستان کے خواص تو ماشاء اللہ نہایت ذہین اور سمجھدار ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ کیا غلطیاں پہلے سرزد ہوئی ہیں اور کن غلطیوں کو پھر دہرانا نہیں چاہیئے۔ ان کے ذہن میں اسلامی جمہوریہ افغانستان کا نقشہ موجود ہے اور وہاں پہنچتے ہی فرداً فرداً اس کا اطلاع کریں گے۔ لیکن عوام جن کا تعلم ضروری ہے اور جن کو خصم درون و بیرون کا فرق بتانا ضروری ہے۔ راقم نے زیادہ تر ان کی طرف توجہ مبذول کی اور کرنا بھی چاہیئے کیونکہ عوام الناس ایک ملک کا سب سے بڑا حصہ ہوتا ہے۔ اگر ان کی افہام و تفہیم ایک دفعہ ہو جائے تو پورا دستور العمل بہت آسان سے قابلِ عمل ہو جاتا ہے۔ اور اسی میں ترقی بہ تعجیل کا راز مضمر ہے

اعادے کے طور پر ایک بار پھر عرض کروں کہ مسلمانوں کے لئے زندہ رہنے کے لئے جتنا عمل تنفس ضروری ہے۔ جس کی بدولت تازہ ہوا اور آکسیجن انسان کو زندہ رکھتی ہے بالکل اتنا ہی معاشی نظام کے لئے اسلام کی اہمیت مسلم ہے۔

یہی اللہ کا پسندیدہ دین ہے اسی دین پر چلنے والے اللہ کے دوست ہیں اور اسی دین کی برکت سے اللہ جس کا دوست بن جائے اس کا کیا غم۔ خدا کرے کہ جنیوا معاہدے کی وجہ سے عساکر روس مکمل طور پر نکل جائیں۔ افغانستان کی پیاری سرزمین پاک و صاف ہو جائے اور ایک بار پھر مادرِ وطن کی گود میں لاکھوں بیٹے اور بیٹیاں میٹھی نیند سوئیں اور پاکستان کے ساتھ اخوت کا لازوال رشتہ تاقیامت برقرار رہے۔ آمین۔

حدیث میں ہے کہ:

وہ شخص کبھی بھی مومن نہیں بن سکتا جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔

تحریر: پروفیسر محمد سلیم

کمیونزم جہاں بھی پھیلا تلوار کے زور سے پھیلا

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ افغانستان میں روسی فوج دسمبر ۱۹۷۹ء میں داخل ہوئی۔ کیونکہ اپریل ۱۹۷۸ء میں کابل میں جو سرخ انقلاب آیا تھا وہ افغان کمیونسٹوں کا داخلی مسئلہ تھا اور روس کو اس کا کوئی علم نہیں تھا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ روسی فوج اپریل ۷۸ء ہی میں افغانستان میں داخل ہو گئی تھی اور سردار داؤد کے خلاف ساری کارروائی میں افغان کمیونسٹوں کے دوش بدوش روسی فوج برابر کی شریک تھی۔ روس دراصل بڑے عرصے سے افغانستان کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور وہ مناسب موقع کی تلاش میں تھا۔ روس کا طریق واردات ہی یہی ہے کہ وہ کسی ملک میں اپنے حامیوں کا ایک چھوٹا سا گروہ پیدا کرتا ہے۔ پھر اسی کی مدد سے اس ملک کی فوج میں نفوذ کرتا ہے۔ دنیا کو یہی دکھائی دیتا ہے کہ اس ملک کی اپنی کمیونسٹ پارٹی انقلاب لانے کی جدوجہد کر رہی ہے حالانکہ یہ صرف سموک سکرین ہوتی ہے۔ اصل ڈائریکٹر ماسکو میں بیٹھے ہوتے ہیں اور ساری منصوبہ بندی وہی کرتے ہیں۔ افغانستان میں بھی یہی کچھ ہوا۔ کسی بھی ملک کی اکثریت نے کبھی کمیونزم کو برضا و رغبت قبول نہیں کیا۔ جس ملک میں بھی سرخ انقلاب آیا وہ کبھی جمہوری راستے سے نہیں آیا بلکہ قلیل سی کمیونسٹ اقلیت روسی سنگینوں کی مدد سے اس ملک کی اکثریت پر غالب آ جاتی ہے۔ پھر ایک مرتبہ جب اقتدار کمیونسٹوں کے ہاتھ میں آ جاتا ہے تو وہ بے پناہ ظلم و ستم اور خون ریزی سے اکثریت پر خوف و ہراس طاری کر دیتے ہیں ان کی خفیہ سروس ہر شخص کی نگرانی شروع کر دیتی ہے۔ خاوند بیوی کو شک کی نظر سے دیکھتا ہے۔ بیوی خاوند پر اعتبار نہیں کرتی۔ بچے والدین کی نگرانی پر مجبور ہو جاتے ہیں اور والدین بچوں کی باتیں ٹیپ کر کے کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں پہنچاتے ہیں۔ غرضیکہ خوف اور دہشت کی ایسی فضا طاری ہو جاتی ہے کہ ہر شخص دوسرے سے بات کرتے ہوئے ڈرتا ہے کہ مبادا یہ کے جی بی کا ایجنٹ نہ ہو۔

خود روس کی اکثریت کمیونزم پر یقین نہیں رکھتی۔ بلکہ وہاں بھی اقلیت اکثریت پر حکومت کر رہی ہے۔ جب کسی اقلیت کے ہاتھ میں اقتدار آ جائے۔ تو وہ بڑی سفاک ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں ہمیشہ یہ خوف جاگزیں رہتا ہے کہ اگر اس نے ذرا بھی نرمی کا مظاہرہ کیا تو اکثریت کہیں اس کے شکنجے سے نہ نکل جائے۔ اس لئے روس میں کمیونسٹوں نے لاکھوں بے گناہ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کمیونسٹوں کو دنیا میں جہاں بھی اقتدار حاصل ہوا وہ عالم انسانیت کے لئے بے رحم جلاد ثابت ہوئے۔ خود افغانستان میں روسی اور افغان کمیونسٹوں نے مل کر بارہ لاکھ افراد شہید کر دیئے۔ آخر ان کا قصور کیا تھا۔ انہوں نے روس کا کیا بگاڑا تھا۔ لیکن جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے سفاکی اور خون ریزی اس نظام کی گھٹی میں رچی ہوئی ہے۔

روس نے جب ساری دنیا میں سرخ انقلاب لانے کا نعرہ بلند کیا تو اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ کمیونسٹ اپنے نظریہ کی تبلیغ کے ذریعے اسے لوگوں میں مقبول بنائیں گے بلکہ اس کا مقصد یہی تھا کہ وہ تلوار کے زور سے کمیونزم کو لوگوں کے حلق سے نیچے اتاریں گے اور جس شخص نے بھی کمیونزم قبول کرنے سے انکار کیا اسے موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ ہنود اور یہود کی طرح کمیونسٹ دانشور بھی یہ الزام لگاتے ہوئے نہیں شرماتے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے حالانکہ اگر وہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں بلکہ کمیونزم تلوار کے زور سے

پھیلا ہے۔ اسلام چودہ سو برس قبل عرب سے نکل کر دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلا۔ اگر یہ تلوار کے زور سے پھیلا ہوتا۔ تو عرب حکومت ختم ہونے کے بعد لوگوں نے اسلام کا جوا اپنے کندھوں سے اتار پھینکا ہوتا۔ لیکن تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ بھی نظر نہیں آتا کہ کسی ملک نے عرب حکومت ختم ہو جانے کے بعد اسلام کا دامن ہاتھ سے چھوڑا ہو اس کے مقابلے میں کیمونزم کی عمر صرف ستر برس ہے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ افغانستان سے روس نکل رہا ہے تو وہاں سے کیمونزم بھی رخصت ہو رہا ہے۔ جو ممالک ابھی تک روس کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں وہاں بھی کیمونزم کے خلاف سخت نفرت پیدا ہو رہی ہے۔ مشرقی یورپ کے سبھی ممالک روس کی غلامی سے نجات پانے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ اور آپ دیکھیں گے کہ جونہی ان ممالک پر سے روس کی گرفت ڈھیلی ہوئی یہ ممالک کیمونزم کو بھی ملک بدر کر دینگے

پولینڈ ایک کیمونسٹ ملک شمار ہوتا ہے۔ لیکن پولینڈ میں مزدوروں کی سب سے بڑی تحریک سالڈیریٹی روسی کیمونزم کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ پولش عوام کئی مرتبہ روسی غلامی سے نجات پانے کے لئے بغاوت کر چکے ہیں لیکن ہر مرتبہ روسی فوجوں نے ہزاروں پول باشندوں کو بے رحمی سے ٹینکوں تلے کچل کر بغاوت کو دبا دیا۔ پولینڈ میں روس اور اس کے کیمونسٹ نظام کے خلاف کس قدر نفرت پائی جاتی ہے اس کی خوبصورت مثال پچھلے دنوں پولینڈ سے آئے ہوئے ایک پول دانشور نے بیان کی۔ اس نے بتایا کہ جب افغان مجاہدین نے روسی فوجوں کے دانت کھٹے کرنے شروع کئے تو پولش عوام کو بڑی خوشی ہوئی کہ چلو ہم نہ سہی۔ کوئی قوم تو ایسی پیدا ہوئی ہے۔ جس نے روسیوں کو پسپائی پر مجبور کر دیا ہے۔ چنانچہ اس دانشور نے بتایا کہ پولش عوام نے ہزاروں ڈالر چندہ کر کے افغان مجاہدین کو بھجوایا اور ان کی جدوجہد آزادی پر انہیں مبارکباد پیش کی۔

افغانستان میں بھی روس نے تلوار کے زور سے کیمونزم پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن افغان عوام کی بہادرانہ جدوجہد نے روس کی یہ کوشش ناکام بنا دی اور اسے بے نیل مرام روس سے نکلنا پڑا۔ اگرچہ افغانستان پر روس کی نظر عرصے سے جمی ہوئی تھی۔ لیکن اسے وہاں پاؤں جمانے کا موقع اس وقت ملا۔ جب افغانستان کے ناعاقبت اندیش حکمرانوں نے پاکستان نے پاکستان دشمنی میں اندھے ہو کر روس سے محبت کی پینگیں بڑھانا شروع کیں۔ افغانستان کے حکمران ڈیورنڈ لائن کے اس طرف کے اس طرف کے پشتون علاقے کو اپنا حصہ قرار دیتے تھے۔ اس لئے قیام پاکستان کے فوراً بعد انہوں نے پاکستان کی مخالفت شروع کر دی۔ حتیٰ کہ اقوام متحدہ کی ممبر شپ کے موقع پر پاکستان کے خلاف واحد ووٹ افغان حکمرانوں کا تھا۔ اگرچہ افغان عوام اپنے ہمسائے میں ایک اسلامی حکومت کے قیام سے خوش تھے۔ لیکن افغان حکمران اس کے لئے اپنے دل میں نرم گوشہ پیدا نہ کر سکے اس سلسلے میں وہ روس اور بھارت کے جال میں آ گئے۔ اگر افغان حکمران پاکستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کر لیتے۔ تو دونوں ممالک کے عوام باہمی تعاون سے زبردست ترقی کر سکتے تھے۔ پھر ۱۹۴۷ء کے استصواب میں جب صوبہ سرحد اور قبائلی علاقوں نے عظیم اکثریت کے ساتھ پاکستان کے حق میں ووٹ ڈالے۔ تو افغان حکمرانوں کے پاس ان علاقوں پر اپنا حق جتلانے کا اب کیا جواز باقی رہ جاتا تھا۔ لیکن پاکستان کے ایک عنصر نے جو ہندو کانگرس کے ساتھ مل کر متحدہ ہندوستان کا شہری بننے کو تیار تھا۔ لیکن اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اس مملکت کی شہریت اسے قبول نہ تھی۔ اس عنصر نے افغان حکمرانوں کو اکسایا کہ تم ڈیورنڈ لائن کے اس طرف کے علاقے پر حق جتلاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ چنانچہ افغان حکمرانوں نے پاکستان دشمنی میں اندھے ہو کر روس اور بھارت سے پینگیں بڑھانا شروع کر دیں۔

روس عرصے سے اس موقع کی تلاش میں تھا۔ چنانچہ روس نے افغان حکمرانوں کو خوش آمدید کہا اور انہیں ہر طرح کی مدد کا یقین دلایا۔ سردار داؤد پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے افغانستان میں روسی اثر و رسوخ کو بڑھنے کا موقع دیا۔ ظاہر شاہ کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کرنے میں افغان کمیونسٹوں نے سردار داؤد

کی بڑی مدد کی تھی۔ اسی لئے برسر اقتدار آکر سردار داؤد نے کمیونسٹوں کو اپنی کابینہ میں شامل کیا۔ سردار داؤد کا خیال تھا کہ افغان کمیونسٹ اس کے وفادار رہیں گے۔ لیکن جلد ہی اسے پتہ چل گیا کہ جب کوئی شخص کمیونسٹ ہو جاتا ہے۔ تو اس کی پہلی وفاداری روس کے ساتھ ہو جاتی ہے اور اپنے قومی مفاد کے خلاف کام کرتے ہوئے اسے ذرا شرم محسوس نہیں ہوتی۔ چنانچہ افغان کمیونسٹوں نے بھی کابل میں روسی مفادات کو آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ سردار داؤد نے دوسری غلطی یہ کی کہ اپنے فوجی افسروں کو تربیت کے لئے روس بھیجنا شروع کر دیا۔ سردار داؤد کا خیال تھا۔ کہ روس انہیں صرف فوجی تربیت دے گا۔ نظریاتی تعلیم نہیں دے گا کیونکہ اس ضمن میں روس نے اس سے معاہدہ کر رکھا تھا۔ لیکن روس نے تمام وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر افغان فوجی افسروں کی برین واشنگ شروع کر دی۔ چنانچہ بہت سے افغان فوجی افسر روس نواز بن کر واپس لوٹے۔ ان افسروں نے فوج میں خفیہ سیل قائم کر لئے اور روس کی زیر ہدایت باقی افسروں کو بھی اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا۔ سردار داؤد کو جب اس بات کا علم ہوا۔ تو پانی سر سے گزر چکا تھا۔ اس نے خود کمیونسٹوں کو سر پر چڑھایا تھا۔ اب آسانی سے وہ ان سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا تھا۔

افغان کمیونسٹوں اور فوج میں روس کے حامی فوجی افسروں کی مدد سے روس نے افغانستان میں انقلاب برپا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ ۲۷ اپریل ۱۹۷۸ء کے روز افغان فضائیہ کے ڈپٹی چیف عبدالقادر ڈگر وال اور افغان آرمڈ کور کے ایک افسر اسلم وطن یار نے مل کر قصر صدارت پر حملہ کر دیا۔ کابل میں مقیم روسی سفارت کاروں نے ان کی پوری پوری مدد کی۔ عبدالقادر ڈگر وال کے ساتھ تاشقند سے آنے والے روسی ہوا باز بھی شریک ہو گئے چنانچہ مٹھی بھر افغان کمیونسٹوں نے روس کی مدد سے سردار داؤد کا پورا خاندان تہہ تیغ کر دیا۔ کمیونسٹوں نے اس کارروائی میں بڑی بے رحمی سے قتل عام کیا۔ جب انہوں نے جلال آباد کے ہوائی اڈے پر قبضہ کیا۔ تو وہاں کے تیس ایئر فورس افسروں کو بے دردی سے قتل کر دیا۔ اسی طرح ریڈیو سٹیشن پر قبضے کے دوران کسی فرد کو زندہ نہ



چھوڑا۔ اسی طرح روس کی مدد سے افغان کمیونسٹوں نے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔

روس کا خیال تھا کہ افغان کمیونسٹ صورت حال پر قابو پا لیں گے۔ اور وہ افغانستان پر اپنا اقتدار مستحکم کر لیں گے۔ لیکن بعد میں روس کو محسوس ہوا کہ اگر وہ شہر یا شہر میں رہا اور اس نے بلا واسطہ مداخلت نہ کی تو افغانستان کا کمیونسٹ انقلاب عالم طفولیت ہی میں انتقال کر جائے گا۔ حفیظ اللہ امین کے بارے میں روس کا دعویٰ ہے کہ اس نے روسی فوجوں کو افغانستان آنے کی دعوت دی تھی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نے روسی فوجوں کو افغانستان آنے کی دعوت دی تھی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نے روسی فوجوں کی مزاحمت کی تھی اس لئے روس نے بلا تامل اسے قتل کرا دیا۔ دسمبر ۱۹۷۹ء میں جب روسی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں تو روس کا خیال تھا کہ چند روز میں وہ مزاحمتی قوتوں کو کچل کر واپس چلا جائے گا۔ اور افغانستان کی حکومت اپنے پٹھو افغان کمیونسٹوں کے حوالے کر جائے گا لیکن

اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس کا پالا ایک ایسی قوم سے پڑا ہے۔ جس نے کسی کے سامنے جھکنا نہیں سیکھا ہے۔

اگرچہ افغان مسلمانوں نے سردار داؤد ہی کے زمانے سے اس کی کمیونسٹ نواز حرکتوں کے خلاف احتجاج شروع کر دیا تھا۔ لیکن یہ احتجاجی تحریک کوئی منظم صورت اختیار نہیں کر پائی تھی۔ جب روس نے افغان کمیونسٹوں کی آڑ میں سردار داؤد کا پورا خاندان ختم کر دیا تو افغان مسلمانوں نے محسوس کرنا شروع کر دیا کہ اب نہ صرف ان کی آزادی خطرے میں ہے بلکہ ان کا دین و ایمان بھی خطرے سے دوچار ہے۔ کمیونسٹوں کی سفاکانہ حرکتیں دیکھ کر انہیں یقین ہو چکا تھا کہ یہ لوگ اب کمیونزم کو تلوار کے زور سے پھیلانے کی کوشش کریں گے اور جو شخص آزادی ضمیر کے نام پر ان کی مزاحمت کرے گا اسے صفحہ ہستی سے مٹا دینگے۔ افغان عوام کے لئے یہ زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔ وہ اگر مسلمان ہوئے تھے۔ تو اپنی آزادانہ مرضی سے ہوئے تھے انہیں کسی نے قبول اسلام پر مجبور نہیں کیا تھا۔ لیکن اب انہیں بندوق کی نالی پر کمیونزم قبول کرنے پر مجبور کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ افغان عوام سر پر کفن باندھ کر اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر زندہ رہنا ہے تو آزاد ہی کر زندہ رہنا ہے ورنہ اس سے تو موت بہتر ہے۔ اپنے اس فیصلے پر عمل پیرا ہونے کے لئے وہ میدان عمل میں نکل کھڑے ہوئے۔ انہوں نے روسی فوجیوں سے اسلحہ چھین کر اپنے جہاد کا آغاز کیا۔ چونکہ اللہ کے نام پر انہوں نے آزادی کی یہ مقدس جنگ شروع کی تھی اس لئے اللہ نے بھی ان کی مدد کی۔ اگرچہ ان کے لاکھوں بھائی شہید ہوئے لیکن انہوں نے مایوسی کو قریب نہ پھٹکنے دیا۔ پھر رفتہ رفتہ آزادی پسند دنیا کی توجہ ان کی طرف مبذول ہوتی اور بہت سے ممالک نے ان کی مدد شروع کر دی۔ مختلف ممالک کے رضاکار ان کے ساتھ جہاد میں شریک ہو گئے۔ گزشتہ برس مجھے ایک ہفتہ تک مختلف افغان مراکز میں قیام کرنے کا موقعہ ملا۔ میں نے ترکی، سعودی عرب اور جرمن نوجوانوں کو افغان مجاہدین کے دوش بدوش لڑتے دیکھا۔ افغان مجاہدین کا کہنا تھا کہ خود روسی علاقوں کے متعدد نوجوان بھی ان کے ساتھ شریک جہاد رہ چکے ہیں۔



مسلسل آٹھ نو برس تک روس نے پوری کوشش کی کہ کسی طرح اس کی پٹھو کمیونسٹ حکومت کو افغانستان میں استحکام نصیب ہو جائے ابتدا میں اسی خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ یہ "اشرار" چند روز میں صاف ہو جائیں گے۔ لیکن رفتہ رفتہ اسے پتہ چلا کہ افغان مجاہدین کا مقابلہ کرنا لوہے کے چنے چبانا ہے۔ چنانچہ اس نے دبے لفظوں میں اعتراف کرنا شروع کر دیا کہ وہ اس مسئلے کا فوجی نہیں بلکہ سیاسی حل کرنے پر تیار ہے۔ پھر اس کا اعتراف یہاں تک آ پہنچا کہ ہم نے افغانستان میں فوجی مداخلت کر کے غلطی کی ہے۔ لہٰذا ہم اپنی فوج واپس بلانے کے لئے تیار ہیں۔ پھر جنیوا میں مذاکرات شروع ہوئے جو بالآخر ۱۴ اپریل کو جنیوا معاہدے پر منتج ہوئے۔ اس معاہدے کے تحت امریکہ نے اسے "باعزت" واپسی کا موقع فراہم کر دیا ورنہ اسے بھی افغانستان سے اسی طرح واپس جانا پڑتا۔ جس طرح امریکہ کو ویٹ نام سے واپس جانا پڑا تھا۔ جب امریکہ کے حامی ویٹ نامی ہوائی جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کے پہیوں سے لٹک لٹک کر ویٹ نام سے فرار ہونے پر مجبور ہو گئے تھے۔ جنیوا معاہدہ

میں روس کو اس قدر کامیابی ضرور ہوئی کہ وہ فی الحال اس ذلت آمیز انجام سے بچ گیا، اور اس نے اپنی پھوہڑ عجیب حکومت کو بھی وقتی طور پر ختم ہونے سے بچا لیا۔ لیکن کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس معاہدے کا انجام کیا ہو گا اور روسی فوجیں باعزت طور پر افغانستان سے نکلنے میں کامیاب ہو سکیں گی یا نہیں۔ کیونکہ مسئلہ افغانستان کے اصل فریق یعنی افغان مجاہدین اس معاہدے کے فریق نہیں ہیں۔ روس فی الحال اس کامیابی پر بڑی بغلیں بجا رہا ہے کہ وہ افغان مجاہدین کو جینوا سمجھوتے سے باہر رکھنے میں کامیاب ہو گیا ہے، لیکن عین ممکن ہے کہ کچھ عرصہ بعد اسے اپنا تھوکا ہوا چاٹنا پڑے اور اپنی فوجوں کی محفوظ واپسی کے لئے مجاہدین سے بات چیت کرنی پڑے۔ یہ معاہدہ پاکستان کے کس قدر حق میں ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ ولی خان اسے خوش آمدید کہہ رہے ہیں اور اس پر جلد از جلد عمل کرانے کے لئے بے چین ہیں۔

جینوا سمجھوتے کے بارے میں روس، امریکہ، پاکستان اور کابل انتظامیہ ہر فریق خوش فہمیوں میں مبتلا ہے اور مستقبل کے بارے میں ان سے ہر فریق نے کچھ اندازے لگا رکھے ہیں۔ ہر فریق کا خیال ہے کہ حالات کم و بیش اس رخ پر آگے بڑھیں گے جس کا اندازہ اس نے لگا رکھا ہے۔ لیکن کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ قضا و قدر کا نادیدہ ہاتھ مستقبل کا کیا نقشہ پیش کرتا ہے۔ ان چار فریقوں کے بعد اب بھارت بھی پانچواں سوار بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ غالباً افغانستان روسی خلا پر کرنا چاہتا ہے عین ممکن ہے قدرت کا نادیدہ ہاتھ روس کے بعد اب بھارت کو بھی افغانستان میں ذلت و خواری سے دوچار کرنے کا کوئی منصوبہ بنا رہا ہو۔ کیونکہ جس میدان میں روس کچھ نہیں کر سکا وہاں بھارت بیچارہ کیا کرے گا۔ جو لوگ فطرت کے مخفی اشاروں کو سمجھنے کی استعداد رکھتے ہیں انہیں صاف نظر آ رہا ہے۔ کہ اللہ تعالٰی چیونٹیوں کے ہاتھوں اس دور کے سب سے بڑے ہاتھی کو مروا کر اپنی قدرتِ کاملہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ روس کا اعلان تھا کہ اس نے خدا کو روس کی وسیع و عریض سرزمین سے باہر نکال دیا ہے۔ اب روسیوں کو افغانستان میں خدا پھر نظر آ گیا ہے۔ روسی کمیونسٹوں نے جس بے دردی اور سفاکی سے مخلوقِ خدا کا خون بہایا ہے۔ اب شاید اس کی جواب دہی کا وقت آ گیا ہے۔ افغانستان سے روس کی پسپائی اس کی آخری ہزیمت نہیں ہے بلکہ یہ اس کی پہلی ہزیمت ہے اب انشاء اللہ یہ سلسلہ رکے گا نہیں بلکہ مزید آگے بڑھے گا۔

روس نے وسط ایشیا کی جن مسلمان مملکتوں پر بہ جبر قبضہ کر رکھا ہے اب اسے وہاں سے بھی واپس لوٹنا ہو گا ہو سکتا ہے کہ تاریخ کے اس چکر میں مزید کچھ سال لگ جائیں۔ لیکن یہ بات طے ہے کہ ازبکستان، تاجکستان، قازقستان، کرغیزیہ، اور دیگر اسلامی علاقوں میں بھی آزادی کی جنگ شروع ہو جائے گی۔ تو افغان مجاہدین نے روس کے ناقابلِ شکست ہونے کے زعم کو پاش پاش کر دیا ہے۔ اس سے تمام آزادی پسند تحریکوں کو حوصلہ ملا ہے۔

مشرقی یورپ کے ممالک بھی روسی غلامی کا جوا اتار پھینکنے کے لئے بے چین ہیں۔ افغان مجاہدین کی کامیابی سے ان کے گھروں میں بھی گھی کے چراغ جلنے لگے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جلد یا بدیر روس کو وہاں سے بھی پسپائی اختیار کرنی پڑے اور بالآخر روسی اپنے اصل علاقے تک محدود ہو کر رہ جائے اور ہمیں اقبالؒ کا ہمنوا ہو کر یہ کہنا پڑے۔

ع آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

حدیث میں ہے کہ:
مومن کی روح اس کے قرضے کے ساتھ بندھی رہتی ہے، جب تک کہ وہ اس کو ادا نہ کر دے۔

روسیوں کو افغانستان سے جلد از جلد نکل جانا چاہیئے

روسیوں کو جب معلوم ہوا کہ میدان جنگ میں افغان مجاہدین پر غلبہ حاصل کرنا ناممکن ہے۔ نیز جنگ بندی، مخلوط حکومت اور قومی مصالحت جیسے ہتھکنڈے مسترد اور نقش بر آب ثابت ہوئے تو انہیں نام نہاد جنیوا معاہدے کے بغیر اور کوئی راستہ نظر نہیں آیا۔ صرف یہی وہ واحد راستہ تھا۔ جس کی بدولت روس نے اہل دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنی شکست و رسوائی پر پردہ ڈال سکے اور افغان مجاہد قوم کی جیتی ہوئی جنگ کو مذاکرات کی میز پر ایک بے معنی اور غیر موثر معاہدہ طے پانے کی صورت میں ناکامی اور نامرادی سے ہمکنار کرے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی طاغوتی طاقتیں حق کے مقابلے میں شکست سے دوچار ہوئی ہیں اور حق و آزادی کے جیالے کامیابی کے موڑ پر جا پہنچے ہیں۔ تو عین اس وقت باطل قوتیں گٹھ جوڑ کا سہارا لے کر انہیں اپنی کامیابی کے ثمرے سے محروم کر دیتے ہیں۔ روس جنیوا معاہدہ جیسے شرمناک ہتھکنڈوں کو بروئے کار لاتے ہوئے حق کے علمبرداروں کو اپنی مرضی کے مطابق اپنے مستقبل کا خود تعین کرنے اور حسب خواہش نظام حکومت چلانے نہیں دیتا ہے باطل قوتوں کو یہ خدشہ لاحق ہوتا ہے۔ کہ اگر حق کے پروانوں کو کسی ملک یا علاقے میں حکومت چلانے کا موقع مل جائے۔ تو اُس صورت میں باطل اور طاغوتی قوتوں کا طلسم ٹوٹ جائے گا۔ اس بناء پر ان کی کوشش ہمیشہ یہی رہی ہے کہ اگر انہیں محاذ جنگ پر شکست کا سامنا کرنا پڑے تو پھر بھی وہ دلدل سے نکلنے کے لئے ایسا راستہ تلاش کرتے ہیں، جس کی رو سے حق کے پروانے اپنے مقاصد میں پوری طرح کامیاب نہ ہو۔ چنانچہ جنیوا معاہدہ ایسے ہی سامراجی اغراض کے تکمیل کی خاطر کیا گیا ہے۔

روسی رہنما کئی بار کہہ چکے ہیں کہ انہوں نے افغانستان سے اپنی فوج نکالنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ ۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء کا نام نہاد جنیوا معاہدہ اسی روشنی میں طے



انٹرویو

اس شمارے میں ہم صوبہ فاریاب کے ایک جیالے کمانڈر مجاہد جناب خانمرزا "صبوری" کا انٹرویو اپنے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں

سوال: اس سے پہلے کہ ہم اپنے انٹرویو کا سلسلہ شروع کریں، بہتر ہوگا کہ آپ کا تعارف ہو جائے۔

جواب: میرا نام خان میرزا (صبوری) اور والد کا نام خان مراد ہے۔ میرا تعلق صوبہ فاریاب کے پخلسوز نامی گاؤں سے ہے اور آج کل میں حضرت طلحہ ابن عبید اللہ نامی محاذ کے معاون کی حیثیت سے اپنی ایمانی ذمہ داری انجام دے رہا ہوں۔

سوال: آپ نے جہاد کا یہ مقدس سفر کب شروع کیا اور اس کے محرکات کیا تھے؟

جواب: جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ روسیوں نے اپنے مٹھی بھر زر خرید غلاموں کے ذریعے افغانستان میں روسی انقلاب برپا کیا اور افغان عوام کی سبھی خوشیوں کو چھین کر ان کے ہنستے بستے گھرانے کو ماتم کدہ میں بدل ڈالا اور ہمارے جنت نظیر وطن کو غلام بنانے کی کوشش کی۔ یہ سب کچھ مظالم مجھ سے نہ سہے گئے دنیوی کاموں کو چھوڑ کر کفر و الحاد کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا۔

سوال: کیا آپ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جہاد میں شمولیت سے پہلے

آپ کسی اسلامی تنظیم کے رکن تھے یا نہیں؟

جواب: جب میں دسویں جماعت کا طالب علم تھا۔ اُس وقت میں نے مجاہد بھائی "عبدالکریم" ارشد" کی دعوت پر جمعیت اسلامی افغانستان کی تنظیم میں شمولیت کا شرف حاصل کیا۔

سوال: آپ یہ بتایئے کہ آپ نے حق و باطل کا پہلا معرکہ کہاں لڑا؟

جواب: صوبہ فاریاب کے "بندر امام صاحب" نامی علاقے میں جب حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ کے مزار پر حکومت کی جانب سے جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی جا رہی تھی میں اور میرے ہم خیال مجاہد بھائیوں نے دشمنوں کو مصروف پا کر ایک منصوبے کے تحت اُن پر حملہ کر دیا اور پلک جھپکنے میں اس تمام علاقے کو دشمنوں کی جنگل سے آزاد کرا لیا۔

سوال: آپ نے جہادی مشن کے دوران دشمن پر کتنے حملے کیے۔ کوئی ایسا واقعہ بیان کریں جو آپ کے لئے ناقابلِ فراموش ہو۔

جواب: یوں تو میں نے بہت سے معرکوں میں اپنے مجاہد بھائیوں کے ساتھ حصہ لیا۔ لیکن ۱۳۶۰ کے ایک واقعہ کو میں کبھی نہیں بھولوں گا۔

واقعہ کچھ یوں ہے: کہ روسیوں کا ایک بہت بڑا فوجی قافلہ جس میں (۱۵۰۰) سے زیادہ فوجی، بکتر بند گاڑیاں، ٹینک اور دوربار توپیں شامل تھیں جسے ۱۲- ہیلی کاپٹر اور چار مگ جہاز اپنی حفاظت میں لئے ہوئے تھا۔ یہ قافلہ فاریاب میں کمیونسٹوں کو فوجی اور غذائی امداد پہنچانے کے لئے "مزار شریف اور" بندر آقینہ" کی طرف سے فاریاب آرہا تھا ہم نے اپنے (۵۰) جانباز مجاہدوں کے ساتھ جب کہ میرے پاس RPG 7 تھی شیرین تگاب نامی علاقے میں دشمن کی ناکہ بندی کر دی اور گھات لگا کر ان پر حملہ کر دیا۔ آٹھ بجے جنگ چھڑی اور رات گئے ۱۲ بجے تک گھمسان کی جنگ جاری رہی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن اپنی منزل کی جانب پیشقدمی نہ کر سکا اور پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ اس جنگ میں دشمن کے پندرہ ۱۵ ٹینک اور ۹ بکتر بند گاڑیاں ہمارے سربکف مجاہدوں کی گولیوں کا نشانہ بنے۔ جس کے نتیجے میں ۱۲۵ کابل سوویت فوجی ہلاک ہوئے بھاری مقدار میں آتشیں اسلحہ ہمارے ہاتھ لگا۔ اس جنگ میں دو مجاہد شہید اور دیگر تین مجاہد زخمی ہو گئے۔

سوال: دشمن کے مقابلے میں مجاہدین کا مورال کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ دشمن کی نسبت ہمارے مجاہدوں کا درجہ اور مورال کئی گنا بلند ہے۔ ہمارے مجاہدین جذبۂ ایمانی سے سرشار ہو کر حق کی جنگ لڑ رہے ہیں اور یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ جیت ہمیشہ حق کی ہی ہوتی ہے۔

سوال: گذشتہ جہادی مشن کے دوران افغان مجاہدین کی کامیابی کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: اگر ہم نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور اس کے بتلائے ہوئے اصولوں پر چلتے رہے۔ تو انشاء اللہ کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ دس سالوں کے دوران اللہ تعالیٰ نے ہمیں نصرت و کامیابی سے ہمکنار فرمایا ہے۔

سوال: جہادی مشن کو آگے بڑھانے کے لئے کیا آپ کو کسی مشکل کا سامنا ہے!

جواب: ہمیں تو اور کسی مشکل کا سامنا نہیں البتہ ایک مشکل یہ ضرور ہے کہ ہم میں وحدت کا فقدان ہے۔

سوال: آپ یہ بتایئے کہ ہماری اور دشمن کی جنگی حکمت عملی میں کیا فرق ہے؟

جواب: فرق یہ ہے کہ ہم اکثر گوریلا طرز کی جنگ لڑتے ہیں جس میں ہمیں بہت کم نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ جب کہ دشمن کو بھاری جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے یہی ہماری کامیابی کا سب سے بڑا راز ہے

ایڈیٹر کی ڈاک

محترمی مدیر ..... السلام علیکم
مورخہ ۲۸ اپریل کو چند روسی اور بھارتی ایجنٹوں نے لاہور کے ایک ہوٹل میں افغانستان پر روسی قبضہ کی دسویں سالگرہ منانے کا پروگرام بنایا۔ جسے لاہور کے غیور اور محب وطن عوام نے ناکام بنا دیا۔ اہل لاہور نے ہمیشہ حریت پسندوں کا ساتھ دیا ہے۔ تحریک خلافت ہو یا فلسطینی مجاہدین کا مسئلہ اہل لاہور نے ہمیشہ سب کا ساتھ دیا۔ اس لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ افغانستان کی جنگ آزادی لڑنے والے مجاہدین کے خلاف کسی کو کوئی پروگرام کرنے کی اجازت دیتے۔ پوری دنیا جانتی ہے کہ افغان مجاہدین نے جرأت و پامردی کے ساتھ ایک ظالم اور سفاک سپر پاور کا مقابلہ کیا ہے اور اسے شکست فاش دی ہے پچھلے سال ۱۹۸۸ء میں دنیا کے ۱۲۳ ممالک نے افغان مجاہدین کے اس جذبہ آزادی کو سلام پیش کیا اور روسی قبضہ کی مذمت کی۔ روس نے تو اس مذمت کا احساس کر لیا مگر ان کے پاکستانی ایجنٹ ابھی تک ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ پاکستان کے عوام اس بات پر حیران ہیں کہ وہ لوگ جو کل تک حق خود اختیاری اور آزادی کے نام پر ویتنام کے حریت پسندوں کی حمایت کرتے تھے آج افغانستان پر روسی قبضہ کی مذمت کرنے کی بجائے اس کے قبضہ کی سالگرہ منانے کا پروگرام بناتے ہیں۔ وہ قبضہ جس کی بدولت افغانستان کے تیرہ لاکھ بے گناہ مسلمان شہید ہوئے لاکھوں بچے یتیم اور اپاہج ہوئے اور لاکھوں خواتین بیوہ ہوئیں۔ روس کے لادین ظالموں کے ہاتھوں افغانستان کی مساجد اور دینی مدارس شہید کر دیئے گئے۔ باغات، چراگاہیں اور جنگلات نیپام بموں سے جلا دیئے گئے۔ اور خوبصورت سرسبز و شاداب وادیاں کیمیائی ہتھیاروں سے بنجر بنا دی گئیں افغانستان کے ۸۰ فیصد دیہات کو کھنڈرات میں بدل دیا اور اکثر شہر ویران ہو گئے۔ پچاس لاکھ سے زیادہ افغانوں کو پناہ کے لئے پاکستان اور ایران ہجرت کرنا پڑی۔ اس قدر ظلم کے باوجود بہادر افغان عوام روس جیسی نام نہاد سپر پاور کے سامنے ڈٹے رہے۔ آزادی وطن اور اسلام کی سربلندی کے لئے قربانیاں دیتے رہے اور بالآخر ان کی قربانیاں رنگ لائیں اور روس نے بالواسطہ اپنی شکست کو تسلیم کر لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ افغان بہادروں نے اپنی بے مثال جرأت و ہمت سے روس کے ناقابل شکست ہونے کے زعم کو پاش پاش کر ڈالا ہے۔ افغانوں نے اپنی قربانیوں سے روس اور بھارت کا ۱۹۸۰ء میں پاکستان پر قبضہ کا منصوبہ بھی خاک میں ملا دیا۔ اور سات دن میں افغانستان پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھنے والا روس آج بارہ ہزار سے زیادہ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں اور سولہ سو سے زیادہ طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کو تباہ کروانے کے علاوہ پینتیس ہزار لاشوں کے ساتھ واپس جانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ لیکن پاکستان میں روس کے ایجنٹ انقلاب ثور کی سالگرہ منا کر روس کی ذلت آمیز پسپائی اور شکست کے تاثر کو دور کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اہل لاہور نے سالگرہ کے پروگرام کو ناکام بنا کے ثابت کر دیا ہے کہ لاہور میں روسی بھارتی اور دوسرے غیر ملکی ایجنٹوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ خدا نخواستہ اگر روسی بھارتی ایجنٹ یہ پروگرام کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ تو پھر کل کوئی پاکستان میں امریکہ کا ایجنٹ امریکہ کے بغل بچہ اسرائیل کے قیام کی سالگرہ منانے کا پروگرام بنا سکتا تھا یا پھر دولت کے لالچ میں جنوبی افریقہ کی حکومت کے حق میں پروگرام کر سکتا تھا۔ اور پھر ان پروگراموں کو روکنے اور ان کی مذمت کرنے کا ہمارے پاس کوئی جواز نہ ہوتا اس لئے اہل لاہور نے نام نہاد غاصبوں

کے ایجنٹوں کا افغان حریت پسندوں کے خلاف پروگرام روک کر جس جرأت وہمت اور حریت پسندی کا مظاہرہ کیا ہے اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اہل لاہور حیران ہیں کہ سالگرہ منانے والے لوگ چند ہفتے قبل بھگت سنگھ کو تو اس کی حریت پسندی پر خراج عقیدت پیش کر رہے تھے۔ لیکن یہی لوگ اسلام کے نام پر جنگ آزادی لڑنے والے افغان مجاہدین کے خلاف پروگرام بناتے ہیں۔ جس کا ایک ہی مطلب ہے کہ ان عناصر کو دشمنی صرف اور صرف اسلام سے ہے۔ اگر ان لوگوں کو اسلام بطور دین اور نظام پسند نہیں تو کھل کر کفر اختیار کریں، کافروں والے نام رکھیں اور کسی غیر اسلامی ملک ہجرت کر جائیں۔ بجائے اس کے کہ پاکستان میں غیر ملکی ایجنٹ اور جاسوس بن کر ذلیل و خوار ہوں۔ فقط والسلام

ملک احمد سرور

213۔ نیو ہوسٹل۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور۔

بقیہ: انٹرویو

سوال: آج کل آپ کے ساتھ کتنے سربکف مجاہد دشمن کے خلاف حق کی جنگ لڑ رہے ہیں؟

جواب: ہمارے حضرت طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نامی محاذ کے چار پوسٹ ہیں جو ۳۳ محاذوں پر بیٹے ہوئے ہیں اور ان محاذوں میں تین ہزار مسلح مجاہد جناب عبدالکریم ارشد کی مدبرانہ قیادت میں سرگرم جہاد ہیں۔

سوال: فاریاب آپ کا علاقہ تو روسی سرحد کے قریب ہے۔ کیا سرحد پار سے آپ کے خلاف کوئی جنگی کاروائی ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں! فاریاب کا علاقہ روسی سرحد سے ملتا ہے۔ جب کبھی یہاں حق و باطل کی جنگ ہو۔ تو روسی فوجیں بلا جواز "بندر آقینہ" نامی سرحد پار کر کے ہمارے خلاف صف آرا ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ روسی لڑاکا جہاز بھی سرحد پار سے پرواز کر کے ہمارے ٹھکانوں کو نشانہ بناتے ہیں

سوال: اب یہ بتائیے کہ آپ اپنے ضرورتِ زندگی کے اشیاء کو کیسے اور کہاں سے حاصل کرتے ہیں اور وہاں کے افغان باشندوں کی اقتصادی حالت کیسی ہے؟

جواب: ہم اپنی روزمرہ کی مایحتاج کو مالِ غنیمت اور علاقے کے عوام کی جانب سے دیئے گئے عشر اور چندہ سے پورہ کرتے ہیں۔ اور تقریباً ٪۳۰ ہماری ضرورت کو ہماری تنظیم پورا کرتی ہے۔ علاقے کے باشندوں کی مالی حالت کچھ بہتر نہیں۔

سوال: آپ کے علاقے میں وہاں کے بچوں کے لئے تعلیم و تربیت کا کوئی خاص انتظام ہے یا نہیں؟

جواب: ہم نے جہاد کے ساتھ ساتھ علاقے میں بچوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کے لئے خاص انتظام کیا ہے وہاں تقریباً ۱۰۰ اسلامی مدرسے کھلے جا چکے ہیں۔ جہاں بچے دینی پرورش پا رہے ہیں۔

سوال: کیا آپ کے علاقے میں مریضوں اور زخمیوں کے علاج معالجے کے لئے کیا انتظام ہے؟

جواب: ہم اپنے مریضوں اور زخمیوں کا فرسٹ ایڈ کے ذریعے علاج کرتے ہیں۔ مستند ڈاکٹر اور ضروری ادویات نہ ہونے کے باعث ہمیں بسا اوقات مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے حتیٰ طبی سہولت نہ ہونے کے باعث ہمارے اکثر مریض اور زخمی چل بستے ہیں۔

سوال: جنیوا قرارداد کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: جنیوا قرارداد محض ایک دھوکا اور فریب ہے۔ سپر طاقتیں آپس میں گٹھ جوڑ کر کے افغان عوام اور خاص طور پر دنیا والوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتی ہیں۔ یہ معاہدہ افغان عوام کی مرضی اور امنگوں کے خلاف ہوا ہے اس لئے ہم اسے مسترد کرتے ہیں اور جنگ کو اس وقت تک جاری رکھنے کا عزم کیا ہے۔ جب تک افغانستان کے چپے چپے کو کمیونسٹوں کے چنگلوں سے آزاد نہ کرا لیں اور وہاں افغان عوام کی خواہش کے مطابق ایک اسلامی حکومت قائم نہ کیا جائے۔

اخبارِ جہاد



صوبہ ہرات میں مجاہدین کی شایانِ شان کامیابی. ہرات کے زعی کوٹ نامی ڈویژن نذرِ آتش کر دیا گیا۔

جمعیت اسلامی افغانستان کے جیالے مجاہدوں نے صوبہ ہرات میں زعی کوٹ نامی فوجی ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے وہاں موجود فوجی مہمات کو نذرِ آتش کر دیا تفصیلات کے مطابق حضرت حمزہ سیدالشہداء فرنٹ کے ایک نڈر مجاہد جناب محمد شریف نے ڈویژن کے دو افغانی افسروں سے رابطہ قائم کر دیا۔ جس کے بعد ڈویژن کو فتح کرنے کا مکمل منصوبہ بنایا گیا ۔۳۰ ثور ۱۳۶۷ کو صوبے ہرات میں مجاہدین کے اعلیٰ کمانڈر جناب جلکتور، محمد اسمٰعیل خان کی ہدایت پر مجاہدین راہ حق نے جناب کمانڈر محمد شریف کی قیادت میں آٹومیٹک بارودی سرنگیں بچھا کر فوجی ہیڈکوارٹر کو دھماکوں سے اڑا دیا۔ جس کے نتیجے میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا۔ جس کی تشریح یوں ہے، ۵۰م فوجی و افسروں کے ہلاک ہونے کے علاوہ مندرجہ ذیل جنگی ساز و سامان نذرِ آتش کر دیئے گئے

(۱) مشین گن پی۔کے ۲۵۰
(۲) دھماکے کے گولے (۱۰۰) ہزار
(۳) توپ بی۔ایم (۱۴) عدد
(۴) بے دایم گولوں کے تین ڈپو
(۵) راکٹ لینچر کے گولے (۲۵) ہزار صندوق
(۶) ٹینک کے گولوں کے تین ڈپو
(۷) توپ کے گولے (۵۰) ہزار
(۸) دوربار توپوں کے گولے ۲۵ ہزار گولے
(۹) عیوس توپیں ۸ عدد
(۱۰) ریکو ایک مشین گن کے گولے (۵۰) ہزار صندوق
(۱۱) کلاشنکوف کی گولیاں ۲۰ ہزار صندوق
(۱۲) کمونیٹ (۱۰) ہزار صندوق

ایک اور اطلاع کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے جیالے مجاہدوں نے شین ڈنڈ ایئرپورٹ پر میزائل برسائے۔ جس کے نتیجے میں دشمن کے دو لڑاکا جہاز نذرِ آتش کر دیئے گئے اس کے علاوہ دشمن کو کافی جانی و مالی نقصان بھی پہنچایا گیا ہے۔

قندہار میں شدید لڑائی جاری ہے

کابل ۱۳، مئی رات پہ، سفارتی ذرائع کے مطابق قندہار میں مجاہدین اور کابل فوجوں کے درمیان لڑائی جاری ہے۔ مجاہدین نے دشمن کے کئی اہم ٹھکانوں کو نشانہ بنایا ہے قندہار میں غیر یقینی صورت حال کی وجہ سے بھارت نے اپنا قونصل خانہ بند کر دیا ہے۔

کابل پر راکٹوں سے حملہ، گیارہ افراد ہلاک

مجاہدین نے دارالحکومت پر سترہ راکٹ فائر کیے، صدارتی محل سے نصف میل کے فاصلے پر کار بم کا دھماکہ

اسلام آباد ۱۰ مئی (اف پ) افغان مجاہدین نے کابل پر ۱۷ راکٹ فائر کیے جس سے ۱۱ افراد ہلاک ۱۲ زخمی ہو گئے۔ دارالحکومت پر یہ حملہ افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی شروع ہونے سے صرف پانچ دن قبل کیا گیا ہے۔ بی بی سی کے مطابق کابل میں صدارتی محل سے نصف میل دور ایک کار بم پھٹا۔ جس سے دو افراد ہلاک ہو گئے اس کے دس منٹ کے بعد کابل اور اس کے گرد و نواح میں کئی میں کئی راکٹ پھٹے۔ ایک راکٹ پرانے قلعہ بالا حصار میں پھٹا۔ ان راکٹوں کے پھٹنے سے کافی جانی اور مالی نقصان ہوا

تہران ریڈیو کے مطابق مجاہدین نے شدید جنگ کے بعد شہر نو ملٹری گیریژن کو آزاد کرا لیا ہے، ۱۱۰ افغان عسکری جن میں ۱۶ افسر بھی شامل ہیں مجاہدین کے ساتھ مل گئے ہیں۔ مشرقی افغانستان میں مجاہدین نے ایک قافلے پر حملہ کر کے روس اور کابلی فوجوں کو بھاری نقصان پہنچایا۔ اِدھر گزشتہ شام کابل میں صدارتی محل سے نصف میل کے فاصلہ پر کار بم کا دھماکہ ہوا یہ بم ایک ٹیکسی کار میں پھٹا۔ اس سے ٹیکسی ڈرائیور اور ایک راہگیر ہلاک ہو گیا۔ کئی ایمبولنس وہاں جائے حادثہ کی طرف جاتی دیکھی گئیں اس دھماکہ کے دس منٹ کے بعد کابل میں کئی راکٹ پھٹے ایک راکٹ پرانے قلعہ بالا حصار میں پھٹا۔

وائس آف امریکہ کے مطابق کابل کی فوجوں نے صوبہ پکتیا کے پہاڑی علاقے میں واقع چکنی ملٹری گیریژن خالی کر دیا ہے۔ دو ہفتے قبل سات سو سے زیادہ فوجی گاڑیوں پر مشتمل روسی کابلی فوج کے ایک بہت بڑے قافلے نے چکنی کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تھی۔ مگر اس پہاڑی علاقے میں مجاہدین نے اس پر زبردست حملہ کر کے اس سارے قافلے کو تتر بتر کر دیا۔ جس کے نتیجے میں بے شمار فوجی مارے گئے۔ وائس آف امریکہ کے مطابق ہفتہ کے روز اس قافلے نے اپنی منتشر قوت مجتمع کر کے بریگیڈ سٹیشن کے ساتھ پسپا ہونے کی کوشش کی تھی۔ مجاہدین نے ان کی اس پسپائی کو بھی ناکام بنا دیا بڑی خونریز جنگ میں لاتعداد کابلی فوجی مارے گئے اور زخمی ہوئے ۱۲ ٹینک اور ۱۸ بکتر بند گاڑیاں تباہ ہوئیں

اطلاعات کے مطابق روسی طیارے اور توپ خانے نے چکنی اور جاجی کے علاقوں پر بڑی شدت کے ساتھ بمباری اور گولہ باری کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے مجاہدین کے ذریعوں کا دعویٰ ہے کہ چکنی سے ۵ کلومیٹر شمال میں کابل فوج کے ۱۰۷ افسر اور جوان مجاہدین سے آملے ہیں ان ذریعوں کے مطابق مجاہدین گیریژن علاقہ پر ابھی تک اس لیے قبضہ نہیں کر سکے کہ سارا علاقہ بارودی سرنگوں سے اٹا پڑا ہے۔ مجاہدین کو توقع تھی کہ روسی کابلی فوج کا قافلہ چکنی سے براستہ گردیز کابل جائے گا مگر ان کی توقع کے برعکس یہ فوجی قافلہ شمال میں علی خیل گیریژن کی طرف سے پیش قدمی کر رہا ہے۔ اس گیریژن کے بند ہو جانے کے بعد جاجی ڈسٹرکٹ میں روسی کابلی فوج کی کوئی چھاؤنی باقی نہیں رہے گی ہلمند کی اطلاعات کے مطابق روسی فوجوں نے خان نی خان کی فوجی چھاؤنی بھی خالی کر دی ہے۔

روس کابل فوج نے افغانستان کے صوبہ ننگرہار میں دوسری فوجی چھاؤنی بھی خالی کر دی۔ تفصیلات کے مطابق سرحد صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی چھاؤنی جہاں روسی اور کابل فوجی مقیم تھے سے آج ۸۰ بکتر بند گاڑیوں اور ۳۰ ٹرکوں کے ذریعے تمام فوجی منتقل ہو گئے اور چھاؤنی خالی کر دی۔

صوبائی دارالحکومت جلال آباد سے ۳۵ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع اس چھاؤنی پر گزشتہ دو روز سے مجاہدین کے حملے جاری تھے۔ مجاہدین نے وردک صوبے میں سید آباد کا علاقہ فتح کر لیا ہے۔ یہ علاقہ کچھ عرصے سے زبردست فائرنگ کی زد میں تھا۔ مجاہدین کے ہاتھ بڑی مقدار میں اسلحہ بھی آیا ہے۔ اطلاعات میں کہا گیا ہے کہ کابل قندھار ہائی وے مجاہدین کے مکمل کنٹرول میں ہے۔

نجیب اللہ کی اقامت گاہ پر راکٹوں سے حملہ، چھ ماہ میں پہلی مرتبہ نجیب کی رہائش گاہ کے قریبی علاقے میں راکٹ گرا ہے، صوت انقلاب افغانستان

اسلام آباد ۵ مئی (اے پی پی) مغربی سفارت کاروں نے کہا ہے کہ گزشتہ جمعہ کو کابل شہر میں کابل انتظامیہ کے رہنما نجیب اللہ کی اقامت گاہ والے علاقے میں ایک راکٹ آ کر گرا تاہم نقصانات کی تفصیلات کا ابھی تک علم نہیں ہو سکا ہے۔ صوتِ انقلاب افغانستان کے مطابق گزشتہ چھ ماہ میں پہلی مرتبہ نجیب کی اقامت گاہ کے قریب علاقے میں راکٹ لگا ہے۔ نجیب اللہ کی اقامتگاہ کے قریب کابل میں روسی فوجوں کے ایک یونٹ کا پہرہ ہوتا ہے۔

دریں اثناء مجاہدین افغانستان میں روسی کابل فوجوں کے خلاف حملے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ صوبہ بادغیس میں مجاہدین اور روسی و کابل فوجوں میں جھڑپ میں تین روسی فوجی ہلاک ہو گئے۔

ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے ہرات میں روسی کابل فوجوں کے ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔ جس کے نتیجے میں پانچ روسی و کابل فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے جب کہ دو روسی ٹینک تباہ کر دیئے گئے۔ ریڈیو تہران کے مطابق افغان مجاہدین نے بگرام فوجی مستقر پر حملے میں کابل انتظامیہ کا ایک طیارہ تباہ کر دیا انہوں نے متعدد روسی فوجی ہلاک کر دیئے اور پروان صوبے کے چرکہ شہر کے قریب ایک فوجی اڈے پر قبضہ کر لیا۔ ان کارروائیوں میں مجاہدین نے روسی کابل مشترکہ فوجوں کی چوکیوں پر بھی قبضہ کر لیا۔

قندھار شہر میں حکمران جماعت کے دفتر پر مجاہدین کا حملہ، آٹھ سرکاری عہدیدار ہلاک، پانچ گرفتار، ایک بکتربند گاڑی تباہ ہو گئی

لندن ۸ مئی (آئی این اے/افغان)

قندھار شہر میں چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے حکمران جماعت کے دفتر پر حملہ کیا، جہاں کٹھ پتلی انتظامیہ کے اہلکار اجلاس میں شریک تھے۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۳۰ اپریل کی صبح حکمران جماعت کے دفتر کو دستی بموں اور راکٹوں سے نشانہ بنایا راکٹوں کے فائر سے دفتر کی حفاظت کے لیے متعین ایک بکتربند گاڑی تباہ ہو گئی جس کا عملہ حملہ شروع ہوتے ہی پناہ لے چکا تھا اس کارروائی میں حکمران جماعت کے دفتر کی عمارت شدید متاثر ہونے سے بھگدڑ مچ گئی جب کہ راکٹوں کی زد میں آ کر ۸ سرکاری عہدیدار ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ دو اعلیٰ اہلکاروں سمیت پانچ عہدیدار فرار ہوتے وقت گرفتار کر لیے گئے۔ جنہیں ساتھ لے کر مجاہدین تیزی سے اپنے خفیہ ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔ بعد کی اطلاعات کے مطابق ان عہدیداروں کو جن کا تعلق پرچم دھڑے سے ہے، آزاد علاقے کی عدالت کے سپرد کر دیا گیا۔ ادھر صوبہ پکتیا میں ۲۷ اپریل سے شروع ہونے والے افغان مجاہدین کے حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ جس کے دوران مجاہدین نے شیرا اور سلیمان سر کے درمیان جنگی اہمیت کے راستے پر قبضہ کر لیا ہے۔

صوبہ کاپیسا میں "انقلاب ثور" کی تقریبات کا خاتمہ، غزنی کے قریب حملہ، کنڑ اور تخار میں چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران سترہ فوجی ہلاک و زخمی

لندن ۱۳ مئی (آئی این اے/افغان)

افغانستان میں نام نہاد انقلاب ثور کے سلسلے میں چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران مجاہدین نے وادیٔ کاپیسا کے مرکزی مقام گل بہار کو نشانہ بنایا، جہاں فوجی ہیڈ کوارٹر میں ۲۷ اپریل کو جشن کی تقریبات جاری تھیں۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کو تاخیر سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے حملے کا آغاز کرنے سے قبل گل بہار قصبے کو آنے والی سڑک بند کر دی تھی اور بعد ازاں فوجی ہیڈ کوارٹر پر مارٹر کے گولے برسائے گولہ باری سے ایک بیرک شدید متاثر ہوئی، جہاں متعدد روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے دونوں کارروائیوں میں تین مجاہد شہید اور سات زخمی بتائے گئے

میں ۲۹ اپریل کی ایک اور رپورٹ کے مطابق مجاہدین نے نور بابا کے علاقے میں فوجی بکتر بند دستے کو گھیر رکھا ہے۔ جہاں ۸ مئی کی اطلاعات تک جھڑپوں کا سلسلہ جاری تھا۔ ادھر روسی سرحد پر واقع شمالی افغان صوبے تخار میں حزب اسلامی کے مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر طالقان کے نزدیک کٹھ پتلی دستے پر حملہ کیا۔ جس کے ۷ فوجی ہلاک اور ایک گاڑی تباہ ہوگئی افغانستان کے مشرقی صوبے کنڑ میں مجاہدین نے ۳ مئی کو صوبائی صدر مقام اسعد آباد کے نواح میں فوجی دستے پر یلغار کی جو راکٹ کے فائر سے تباہ ہونے والی ایک گاڑی کا ملبہ چھوڑ کر بھاگ نکلا دریں اثنا افغانستان کے تاریخی شہر غزنی کے مغرب کی طرف جغتو کے مقام پر مجاہدین نے ۲ مئی کو حفاظتی چوکی پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور چوکی کی عمارت منہدم ہوگئی اس کارروائی میں مختلف تنظیموں کے مجاہدین شریک تھے

مجاہدین نے بغلان کے اہم فوجی مرکز اور حاجی چھاؤنی پر قبضہ کرلیا، بگرام ایئربیس کی حفاظتی چوکیوں پر حملہ متعدد روسی فوجی ہلاک

لندن ۱۵ مئی (اژانس افغان)

افغانستان سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے بغلان شہر کے اہم فوجی مرکز پر قبضہ کرلیا ہے۔ جہاں پر متعین بیشتر روسی کٹھ پتلی فوجی رات کی تاریکی میں فرار ہوگئے تھے۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ ۱۰ مئی کو کامیاب معرکے کے نتیجے میں بغلان شہر کے پرانے علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں آگئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین نے بغلان کے صنعتی علاقے میں بھی ایک حفاظتی چوکی پر قبضہ کرلیا ہے جس کے دوران چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔ اطلاعات کے مطابق ۱۰ مئی کی صبح مجاہدین مجاہدین نے بغلان کے فوجی ہیڈکوارٹر کو رسد پہنچانے کی کوشش ناکام بنادی جو پل خمری کے راستے سے لائی جارہی تھی مجاہدین نے رسد کے فوجی قافلے کو گھیر لیا جو دو ٹینک اور ایک بکتر بند گاڑی کا ملبہ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اس کارروائی میں چار فوجی گاڑیاں، ایک جیپ اور اسلحے سے لدا ایک ٹرک مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ جب کہ پانچ فوجی گرفتار کرلئے گئے۔

ادھر صوبہ بدخشان میں بہارک کے مقام پر مجاہدین نے ۴ مئی کو فوجی کیمپ پر یلغار کی جس کے نتیجے میں پانچ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک سو فوجی بھاگتے ہوئے اسلحے سمیت قابو میں آگئے فوجی کیمپ سے ایک مشین گن، سولہ کلاشنکوف رائفلیں اور گولہ بارود پر مجاہدین نے قبضہ کرلیا افغانستان میں روسی فضائیہ کے سب سے بڑے اڈے بگرام ایئربیس کی حفاظتی چوکیوں کو مجاہدین نے راکٹوں سے نشانہ بنایا جن میں سے ایک چوکی ملبے کا ڈھیر بن گئی۔ ۵ مئی کی رات اس حملے میں بارہ روسی فوجی بکھرے گئے۔ جب کہ دیگر مزاحمت کے بغیر بھاگ نکلے۔ صوبہ پروان سے ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے۔ کہ حزب اسلامی کے مجاہدین نے کمانڈر انجینئر طارق کی قیادت میں ۱۱ مئی کو سب ڈویژن جبل السراج میں تابکلان کے مقام پر حفاظتی چوکی کا صفایا کردیا۔ حفاظتی چوکی سے خاد کے ایک ایجنٹ سمیت آٹھ فوجی گرفتار کرنے کے علاوہ بھاری مقدار میں اسلحے پر قبضہ کرلیا۔

دریں اثنا ایلیہان نیوز سروس نے اتحاد اسلامی کے ذرائع کے حوالے سے بتایا ہے کہ روسی فوج نے حاجی چھاؤنی بھی خالی کردی ہے اور مجاہدین اس چھاؤنی میں داخل ہوگئے ہیں۔ پسپا ہونے والی روسی فوجیں اپنے پیچھے تین سو ہلاک اور زخمی فوجیوں کو چھوڑ گئی ہیں۔ ۵ ٹینک اور گاڑیاں تباہ کردی گئیں اور چار جیپیں صحیح حالت میں مجاہدین کے ہاتھ لگیں۔

کابل میں روسی سفارتخانے پر مجاہدین کا حملہ

تہران ۸ مئی (پ پ ا) افغان مجاہدین نے جمعہ کے روز کابل میں واقع روسی سفارتخانے پر حملہ کیا۔ اسلامی جمہوریہ نیوز ایجنسی کی اطلاع میں اس حملہ کا ذکر کرتے ہوئے نقصانات کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ اطلاع میں مزید کہا گیا ہے کہ افغان مجاہدین نے جمعہ کے روز ہی دارالامان کابل میں واقع روسی فوج کے مرکز پر بھی حملہ کیا اور اسے نذر آتش کردیا۔

افغان مجاہدین نے سو طیارے اور ۲ ہیلی کاپٹر مار گرائے، صوبہ نیمروز، بلخ کابل، فرح اور ہرات میں چھاپہ مار کاروائیاں، درجنوں ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ

اسلام آباد ۱۴ رمئی (اے پی پی، اژانس افغان) افغان مجاہدین نے صوبہ نیمروز، فرح، کابل، بلخ اور ہرات میں مختلف کارروائیوں کے دوران ۳ روسی لڑاکا طیارے مار گرائے ہیں اور دشمن کے متعدد مراکز اور درجنوں ٹینک و بکتر بند گاڑیاں تباہ کر دیں۔ یہ بات ریڈیو تہران نے بتائی۔ ادھر ننگرہار صوبہ میں بھی مجاہدین نے ۲ روسی ہیلی کاپٹر مار گرائے ہیں۔ افغانستان کے جنوبی صوبے ہلمند میں دو ہفتوں سے جاری خونریز لڑائی کے دوران مجاہدین نے مجموعی طور پر ۱۸ ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ کر دی ہیں۔ جبکہ متعدد روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی بتائے جاتے ہیں۔ ان جھڑپوں میں ۵۲ مجاہد شہید اور ۱۷۲ زخمی ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ کجکی ڈیم سے قندھار اور لشکرگاہ کے فوجی ہیڈ کوارٹروں کو بجلی پہنچانے کے لئے روسی دستوں کی حفاظت میں ٹرانسفارمر اور کھمبے نصب کئے جا رہے تھے کہ مجاہدین نے فوجی دستوں پر حملہ کر دیا۔ صوبہ ہلمند کے سب ڈویژنل قصبہ سنگین کا کنٹرول حاصل کرنے کے لئے روسی حکام کی مہم ناکام بناتے ہوئے مجاہدین نے تین ٹینک اور ایک ٹرک تباہ کر دیا۔ جس کے بعد حملہ آور دستے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ریڈیو کابل نے ماہ رواں میں افغان دارالحکومت پر مجاہدین کے ایک حملے کا اعتراف کیا ہے۔

ادھر بعض غیر ملکی ذرائع ابلاغ نے کابل میں غیر معمولی حفاظتی اقدامات کی اطلاع دی ہے۔ جن میں میزائلوں سے بچاؤ کے لئے جنگی جہازوں کی مسلسل پروازیں جاری ہیں۔ اور روسی سفارتخانہ کے گرد نئی حفاظتی دیواروں کی تعمیر کے علاوہ شاہراہ سالانگ پر فوجی کیمپ قائم کئے جا رہے ہیں۔

اطلاعات کے مطابق افغانستان کے تاریخی شہر غزنی میں مزید ایک سو ۱۰۷، افغان فوجی مجاہدین کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں افغان فوجی چار ٹرکوں پر اسلحہ اور گولہ بارود کی بھاری مقدار اپنے ساتھ لائے ہیں۔

اسی روز کابل منتقل ہونے والے روسی بکتر بند دستے کی دو گاڑیاں بارودی سرنگوں کے پھٹنے سے تباہ ہو گئیں۔ تاہم ان گاڑیوں میں سوار فوجیوں کے بارے میں علم نہیں ہو سکا۔ روسی حکام نے بارودی سرنگیں مجاہدین کے لئے نصب کی تھیں۔ ادھر افغانستان کے صوبے پکتیا کی اہم چھاؤنی ارگون پر قبضہ کرنے کے لئے سات جماعتی افغان اتحاد کی تنظیموں نے کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔ اور مجاہدین نے ارگون چھاؤنی اور ایئرپورٹ کے چاروں طرف مورچے سنبھال لئے ہیں۔

کنڑ اور تخار میں چھاپہ مار کارروائیوں سے ۱۷ فوجی ہلاک و زخمی

لندن ۱۳ رمئی (اژانس افغان) افغانستان میں نام نہاد انقلاب ثور کے سلسلے چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران مجاہدین نے وادی کاپیسا کے مرکزی مقام گل بہار کو نشانہ بنایا۔ جہاں فوجی ہیڈ کوارٹر میں ۲۷ اپریل کو جشن کی تقریبات جاری تھیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کو تاخیر سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے حملے کا آغاز کرنے سے قبل گل بہار قصبے کو آنے والی سڑک بند کر دی تھی۔ اور بعد ازاں فوجی ہیڈ کوارٹر پر مارٹر کے گولے برسائے گولہ باری سے ایک بیرک شدید متاثر ہوئی۔ جہاں متعدد روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ اسی روز گشتی فوجی دستے کے ساتھ جھڑپ میں دو روسی فوجی ہلاک ہو گئے ان کارروائیوں میں تین مجاہد شہید اور سات زخمی بتائے گئے ہیں ۲۹ اپریل کی ایک اور رپورٹ کے مطابق مجاہدین نے نور بابا کے علاقے میں فوجی بکتر بند دستے کو گھیر رکھا ہے۔ جہاں ۸ رمئی کی اطلاعات تک جھڑپوں کا سلسلہ جاری تھا۔ ادھر روسی سرحد پر واقع شمالی افغان صوبے تخار میں حزب اسلامی کے مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر طالقان کے نزدیک کٹھ پتلی دستے پر حملہ کیا جس کے ۵ فوجی ہلاک اور ایک گاڑی تباہ ہو گئی۔ افغانستان کے مشرقی صوبے کنڑ میں مجاہدین نے ۹ رمئی کو صوبائی صدر مقام اسد آباد کے نواح میں فوجی دستے

پر یلغار کی جو راکٹ کے فائر سے تباہ ہونے والی ایک گاڑی کا ملبہ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔

صوبہ لوگر اور ننگرہار میں فوجی تنصیبات پر مجاہدین کے حملے، ایک حفاظتی چوکی اور ۳ ٹینک تباہ، ۱۲ افغان روسی فوجی ہلاک و زخمی، متعدد گرفتار

لندن ۱۱ مئی (ا ف انس افغان) افغانستان کے صوبوں ننگرہار اور لوگر میں مجاہدین نے فوجی تنصیبات کو نشانہ بنایا۔ جہاں ایک حفاظتی چوکی تباہ اور تین ٹینک ناکارہ بنا دیئے گئے۔

اطلاعات کے مطابق حزب اسلامی کے مجاہدین نے ۲ مئی کو سب ڈویژن نازیان میں ایک حفاظتی چوکی کو صفایا کر دیا۔ جس میں موجود بارہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور ایک گاڑی تباہ ہو گئی۔ مجاہدین نے فرار ہونے والے فوجیوں کے اسلحہ پر قبضہ کر لیا اور حفاظتی چوکی کی عمارت ملبے کا ڈھیر بنا دی

ادھر کابل کے جنوب کی طرف وادیٔ لوگر میں مجاہدین نے تاریخی قصبے برکی برک میں روسیوں کے ٹھکانے پر شب خون مارا۔ رات کے وقت اس معرکے میں ایک ٹینک تباہ اور ایک بیرک شدید متاثر ہوئی۔ تاہم تاریکی کے باعث دیگر نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا۔ جنوبی افغان صوبے قندہار سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق حزب اسلامی کے مجاہدین نے ۳ مئی کو تختہ پل کے روسی فوجی کیمپ پر یلغار کی جس کے ساتھ واقع ایک حفاظتی چوکی میں انیس روسی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ مجاہدین جوابی کارروائی سے پہلے ایک مارٹر گن اور بارہ خودکار ہتھیاروں پر قبضہ کر کے اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔

وسطی افغانستان کے صوبے غور میں مجاہدین نے صوبائی ہیڈکوارٹر چغچران کے جنوب مغرب کی طرف شہرک قصبے میں حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا، جس میں متعین فوجی دستہ مزاحمت کے بغیر فرار ہو گیا۔ مجاہدین کی فائرنگ سے بھاگنے والے دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دس زخمی ہو گئے۔ جس کے ساتھ مجاہدین حفاظتی چوکی میں داخل ہو گئے۔ حفاظتی چوکی سے بھاری مقدار میں گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا جنہوں نے بعد ازاں چوکی کی عمارت دستی بموں سے اڑا دی۔

کابل قندھار شاہراہ پر مجاہدین کے حملے، ٹینک اور مورچے تباہ، وادی پنجشیر مکمل طور پر مجاہدین کے قبضہ میں ہے، عام معافی کے طریق کار کا اعلان

لندن ۱۳ مئی (ا ف انس افغان) افغانستان کے صوبے زابل میں مجاہدین نے کابل قندھار شاہراہ پر شاہ جوئی قصبے کے نزدیک فوجی مرکز کو نشانہ بنایا۔ جہاں پر مقیم بکتر بند دستے کو بھاری جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ مجاہدین نے ۲۰ مئی کی صبح فوجی مرکز پر اس وقت یلغار کی، جب وہاں غزنی سے سامان رسد لے کر فوجی قافلہ پہنچا تھا اس کارروائی میں راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک اور تین پختہ مورچے تباہ اور آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے، تیز رفتار حملے کے دوران مجاہدین نے سامان رسد سے لدے ایک ٹرک پر قبضہ کر لیا۔ اور اسے ساتھ لے کر تیزی سے اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔ ادھر پاکستان اور ایرانی سرحد پر واقع بلوچ اکثریتی صوبے نمروز سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے صوبائی صدر مقام زرنج سے مشرق کی طرف خاش روڈ کے فوجی ہیڈکوارٹر کو کمک پہنچانے کی کوشش ناکام بنا دی۔ جو شیندنڈ سے لائی جا رہی تھی

معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین نے ۱۷ مئی کو امداد لانے والے بکتر بند دستے پر راکٹ برسائے جسے دو گاڑیوں سے محروم ہونا پڑا۔ ان گاڑیوں میں سوار تیرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے۔ سات جماعتی اتحاد کے قریبی ذرائع نے انکشاف کیا ہے۔ کہ عام معافی کا اعلان ہونے کے بعد افغان فوجیوں کی بھاری تعداد مہاجرین سے آ ملی ہے۔ ان ذرائع کا کہنا ہے۔ کہ افغانستان کے ہر علاقے سے روسی فوج کے انخلاء سے ایک ماہ تک عام معافی کا اعلان موثر ہوگا۔ اور اس عرصے کے اندر ہتھیار ڈالنے والے افغان فوجیوں کو مکمل تحفظ دیا جائے گا۔

اتحاد کے ذرائع نے بتایا ہے کہ ہتھیار ڈالنے والے فوجیوں کو مکمل اجازت ہوگی کہ وہ فوجی خدمات جاری رکھنے کے بارے میں فیصلہ کر سکیں۔ دریں اثناء مجاہدین نے شمالی افغانستان میں وادیٔ پنجشیر پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ روسی کابلی فوجیں ایک ہفتے قبل اس علاقہ کے ۲ آخری ٹھکانے بھی چھوڑ گئیں تاہم علاقے میں بڑی تعداد میں بارودی سرنگیں ہونے سے مہاجرین کی واپسی میں مشکلات کا سامنا ہے۔

پایا۔ روسی فوج کی وطن واپسی کا عمل تو شروع ہوا ہے۔ لیکن روس اپنے کئے ہوئے معاہدے کا پابند نظر نہیں آ رہا ہے۔ کیونکہ وہ کبھی پاکستان پر جنیوا معاہدے کا پابند نہ ہونے کا الزام عائد کرتا ہے اور کبھی مجاہدین کو دھمکی دیتا ہے۔ کہ اگر روسی فوج کی واپسی کی مدت میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ تو جوابی کاروائی کے ساتھ ساتھ روسی فوج کی واپسی کا عمل روکا جا سکتا ہے

جہاں تک افغان مجاہدین اور جہاد کا تعلق ہے۔ تو ہم پہلے سے جنیوا معاہدہ کو مسترد کر چکے ہیں۔ روسیوں کو یہ جان لینا چاہیئے کہ اگر وہ فوج کی واپسی کا عمل آہستہ یا روک سکتا ہے۔ تو ہمارے جیالے مجاہدین بھی جنگ میں اس سے بھی زیادہ شدت لا سکتے ہیں۔ ہماری جہادی تنظیمیں جنگ بندی کی پابند نہیں۔ لہٰذا جب تک افغانستان میں ایک بھی روسی سپاہی موجود ہو اور جب تک افغانستان کی اسلامی سرزمین پر مجاہدین کی قیادت میں اسلامی حکومت قائم نہ ہو اس وقت تک ہمارا جہاد جاری رہے گا۔

اب جب کہ روس نے افغانستان سے اپنی فوج کی واپسی کا فیصلہ اور اعلان کیا ہے انہیں چاہیئے کہ کسی ٹال مٹول کے بغیر جتنی بھی جلدی ممکن ہو وہاں سے اپنی فوج نکال لے۔ اس میں ان کی بھلائی ہے۔ انہیں اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہیئے کہ کہیں افغان مجاہدین ان دھمکیوں کی وجہ سے اسلحہ رکھ کر ان کے سیاسی چالوں میں آ جائیں گے۔ جو ایسا سوچتے ہیں وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ کیونکہ افغان مجاہدین اپنے مقصد کی آخری منزل تک نہ تو اپنے اٹھائے ہوئے اسلحہ کو رکھیں گے۔ اور نہ ہی روسی سیاست دانوں کی سیاسی چالبازیوں میں آ جائیں گے۔

روسیوں کو چاہیئے کہ وہ اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائے۔ اور اپنا بوریا بستر سمیٹ کر اپنی غاصب اور جارح فوج کو جلد از جلد افغانستان سے نکال لے۔ بصورت دیگر وہ افغان مجاہدین کے ہاتھوں ایک ایسی ذلت آمیز شکست سے دو چار ہو جائیں گے۔ جس کا وہ کسی قیمت پر بھی علاج نہ کر سکیں گے۔

کیونکہ ایک ایسی آزادی کی منزل تک پہنچنا افغانوں کا اٹل فیصلہ ہے۔ جس کے نتیجے میں افغانستان میں پرچم اسلام بلند ہو جو ان کی زندگی کا واحد مقصد ہے۔

روسی کابل فوج چملکی کی چھاؤنی بھی خالی کرنے پر مجبور ہوگئی، مجاہدین نے تین سو سے زائد فوجیوں کو ہلاک کردیا ۱۲ ٹینک ۱۸ بکتر بند گاڑیاں تباہ،

صوبہ زابل میں فوجی ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کے لئے روسی حملہ ناکام

پشاور ۸؍مئی (نمائندہ جسارت/ریڈیو رپورٹ) روسی کابل فوجوں نے زبردست لڑائی کے بعد صوبہ پکتیا میں چملکی کی چھاؤنی بھی خالی کردی ہے۔ اس دوران اس علاقے میں مجاہدین اور کابل فوجوں کے درمیان شدید لڑائی کی اطلاعات ملی ہیں۔ گزشتہ ۲ ہفتوں کے دوران یہ پانچویں چھاؤنی ہے جسے خالی کیا گیا ہے۔

تفصیلات کے مطابق روسی افغان فوج کا ۱۰۰ ٹینکوں، گاڑیوں پر مشتمل جو فوجی قافلہ ۶؍مئی کو گردیز سے چملکی پہنچا تھا وہ چملکی چھاؤنی میں موجود ۱۸ ویں بریگیڈ کے ایک ہزار سے زائد کابل فوج ملیشیا اور روسی مشیروں کو لے کر علی خیل کی چھاؤنی کی طرف روانہ ہوگیا۔ جو پاکستانی سرحد سے ۱۵ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ پسپائی کے دوران مجاہدین نے ۳۰۰ سے زائد فوجیوں کو ہلاک کردیا جب کہ ۱۲ ٹینک اور ۱۸ بکتر بند گاڑیوں بھی تباہ کردی گئیں۔ ان جھڑپوں میں ۴۰ سے زائد مجاہدین شہید اور ۸۰ زخمی ہوئے۔ چملکی چھاؤنی سے فوجی قافلہ نکلتے ہی ۵ کلو میٹر دور جاکر ۱۰۷ افغان فوجی اسلحہ سمیت مجاہدین سے جا ملے مجاہدین اب تک چھاؤنی کا کنٹرول حاصل نہیں کرسکے ہیں۔ کیونکہ اس کے چاروں طرف بارودی سرنگیں بچھی ہوئی ہیں اور ان کی صفائی کے دوران ۹ مجاہدین جان بحق ہوگئے۔ خیال ہے کہ چملکی سے چلنے والا فوجی قافلہ علی خیل میں محصور کابل فوجیوں کو بھی اپنے ساتھ لے جائیگا جہاں سے اطلاعات کے مطابق سینئر فوجی حکام کو پہلے ہی طیاروں سے نکال لیا گیا ہے۔ اس محاذ پر ۱۲۰ روسی کابل فوجیوں کو مجاہدین نے گرفتار کرلیا۔

اڑانس افغان کے مطابق افغانستان کے صوبے زابل میں مجاہدین نے روسی حکام کی فوجی کاروائی ناکام بنادی۔ جس کا مقصد دروازگئی کے مقام پر فوجی ہیڈکوارٹر پر دوبارہ قبضہ کرنا تھا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق روسی بکتر بند دستے نے ۹؍اپریل کو صوبائی صدر مقام قلات غلزئی کے جنوب مشرق میں سب ڈویژنل قصبے دروازگئی پر حملہ کیا جہاں روسیوں کے فوجی مراکز پر مجاہدین نے گزشتہ ماہ قبضہ کرلیا تھا۔ چار گھنٹے تک جاری رہنے والی خونریز جھڑپ کے دوران مجاہدین نے دفاعی حکمت عملی سے حملہ آور دستے کو مار بھگایا جو زخمیوں کے علاوہ ہلاک ہونے والوں کی لاشیں لئے قلات غلزئی کی طرف بھاگ نکلا۔ اس معرکے میں میزائلوں اور راکٹوں کے فائر سے دو ٹینک تباہ کردیئے گئے۔ جن کے ملبے سے برآمد ہونے والی متعدد کارآمد اشیاء مجاہدین کے ہاتھ آئیں۔ سب ڈویژنل ہیڈکوارٹر دروازگئی روسی فوج کا اہم اڈہ تھا۔ جسے خونریز لڑائی کے بعد تسخیر کرلیا گیا۔ افغانستان کے شہر غزنی میں مجاہدین نے ۳۰؍اپریل کو جان ملکہ نامی اسکول (ریسہ) میں قائم فوجی کیمپ کا صفایا کردیا جسے مجاہدین نے کمانڈر استاد عادل کی قیادت میں نشانہ بنایا تھا اطلاعات کے مطابق یہاں پر ڈیڑھ گھنٹے کی لڑائی میں پانچ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دو گرفتار کرلئے گئے۔ جبکہ دیگر فوجی بھاگ نکلے۔ اس کاروائی میں جوابی فائرنگ سے دو مجاہدین شدید زخمی ہوئے۔ کابل قندھار شاہراہ پر واقع سب ڈویژنل ہیڈکوارٹر قرہ باغ کے نزدیک مجاہدین نے ۲۷؍اپریل کو حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے جہاں آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی بتائے جاتے ہیں۔ اسی علاقے میں دو دن بعد چھاپہ مار کاروائیوں میں ایک ٹینک اور دو گاڑیاں اڑادی گئیں۔ جن کا عملہ موقع پر مارا گیا۔

افغانستان کے مختلف علاقوں میں مجاہدین کی کاروائیاں

اسلام آباد، یکم جون (اپ پ) افغان مجاہدین نے چاران ایرپورٹ پر راکٹ سے حملہ کرکے ۳۰ روسی فوجی ہلاک کردیئے۔ جب کہ تین ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہوئے۔ ریڈیو تہران کے مطابق صوبہ فرساب میں مجاہدین نے ایک حملے میں پانچ ٹینک اور فوجی گاڑیاں تباہ کردیں۔

قافلۂ شہدا



شہید میر احمد

شہید میر احمد ولد عبدالکریم ۱۹۵۶ء میں صوبے فاریاب کے "چغا تک" نامی گاؤں کے ایک دیندار محب وطن مگر غریب گھرانے میں متولد ہوئے بچپن ہی سے وہ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ مالی حالت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے وہ تعلیم نہ پا سکے۔ کھیتی باڑی کا مشغلہ اختیار کیا۔ جونہی نام نہاد "انقلاب ثور" افغانستان رونما ہوا اور افغان عوام کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے تو اس مرد مجاہد نے دنیوی امور سے منہ پھیرا اور اپنے ہم عصر بھائیوں کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ اختیار کیا۔ بے شمار معرکوں میں حصہ لے کر دشمنوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا اور اُن سے بھاری گولہ بارود چھینا۔ آخرکار ۳۰ سال کی عمر میں ایک خونین جھڑپ کے دوران شہید ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے

شہید غلام سخی

آج سے ۳۵ سال قبل صوبے پروان کے شیر خان خیل نامی گاؤں میں جناب شہید غلام سخی نے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ان کی پیدائش سے پہلے ان کے والد کا سایہ ان کے سر سے دور ہو چکا



تھا۔ جونہی انہوں نے اچھے اور برے کے تمیز کرنے کا ہوش سنبھالا افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہو چکا تھا۔ انہوں نے اپنی تمام تر ذمہ داریوں کو ترک کر کے جہاد کا راستہ اپنایا کئی خونین معرکوں میں حصہ لیا اور دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا۔ آخرکار ۴ مارچ ۱۹۸۷ء کے ایک خونین معرکے کے دوران دشمن کی ایک بے رحم گولی نے ان کے سینے کو چھلنی کر دیا اور اس طرح وہ شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے۔



شہید دوست محمد

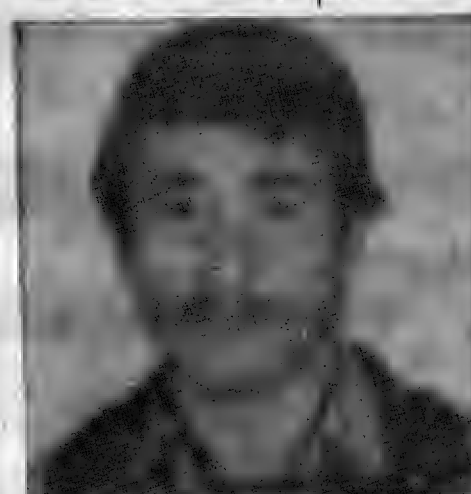
شہید دوست محمد ولد میر محمد ۱۹۶۱ میں صوبے بلخ کے ایک دیندار متقی اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے بچپن ہی سے وہ جہاد اور شہادت کے شیدائی تھے۔ چنانچہ جونہی افغانستان میں روسی کمیونسٹ انقلاب کے کالے

بادل لہرائے اور افغان مسلمان عوام
بے تحاشا تہہ تیغ کیا جانے لگا تو یہ مظالم اس مرد مجاہد سے نہ سہے گئے۔ اس نے دنیوی کاموں کو چھوڑ کر عملی جہاد کا آغاز کیا۔ تین سال متواتر جہاد کرتے ہوئے ۱۹۸۰ء کے ایک خونین معرکے میں جام شہادت نوش کر گئے۔



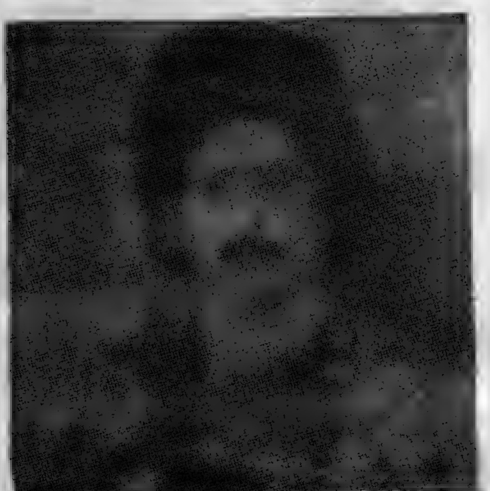
شہید محمد ابراہیم

محمد عثمان کے جواں سال فرزند شہید محمد ابراہیم ۱۹۵۵ء میں صوبے فاریاب کے "ضیاء رجب" نامی گاؤں کے ایک خداپرست اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے مسجد کے امام سے حاصل کی۔ ابھی ابو عبید نامی ہائی سکول میں (ایف۔اے) کر رہے تھے کہ انہیں جبری طور پر فوج میں بھرتی کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ فوج میں ملازمت کرتے ہوئے انہوں نے مجاہدین راہ اسلام سے رابطہ قائم کر دیا تھا اور جلد ہی اس فوجی چھاؤنی کو جہاں وہ فوجی ملازمت کر رہے تھے، مجاہدین اسلام کے حوالے کر دیا۔ اس جھڑپ کے دوران دشمن کو بھاری مالی و جانی نقصان پہنچا۔ آخر کار شہید محمد ابراہیم پاکستان آئے اور چھ مہینے پاکستان میں گزارنے کے بعد واپس جہاد کے گرم موریچوں کا رخ کیا اور اپنی جہادی مشن کے دوران اپنی بہادری کے ایسے کرتب دکھائے کہ دشمن انگشت بدنداں ہو کر رہ گئے آخر کار ۱۹۸۶ء میں اپنے ایک ہم رزم مجاہد بھائی عزت اللہ کے ساتھ جام شہادت نوش کر گئے۔



شہید حفیظ اللہ

شہید حفیظ اللہ ولد مصطفیٰ قل ۱۹۶۳ء میں صوبے فاریاب کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مالی حالت اچھی نہ ہونے کے باعث وہ تعلیم نہ پا سکے اور کھیتی باڑی کے مشغلے کو اپنا وسیلۂ معاش بنایا۔ جونہی افغانستان میں روسی کمیونسٹ انقلاب رونما ہوا۔ اور افغان مسلمان عوام کمیونسٹوں کی ننگی جارحیت کا نشانہ بننے لگے تو اس نوجوان مجاہد نے دنیوی کاموں سے منہ پھیرا اور مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ کئی معرکوں میں بے جگری سے لڑتے ہوئے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ آخر کار ۱۹۸۶ء کے ایک خونین معرکے میں خواجہ موسیٰ نامی مقام پر دشمن کی ایک بے رحم گولی نے ان کے سینے کو چھلنی کر ڈالا اور اس طرح وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔



شہید محمد شاکر

جناب عبدالباقی کے صاحبزادے شہید محمد شاکر ۱۹۶۶ء میں صوبہ بلخ کے "دلبرجین" نامی گاؤں کے ایک متدین اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ جناب بچپن ہی سے جہاد اور شوق شہادت کے شیدائی تھے۔ جب ۱۹۷۸ء میں افغانستان میں کفر و الحاد کے کالے بادل امنڈ آئے

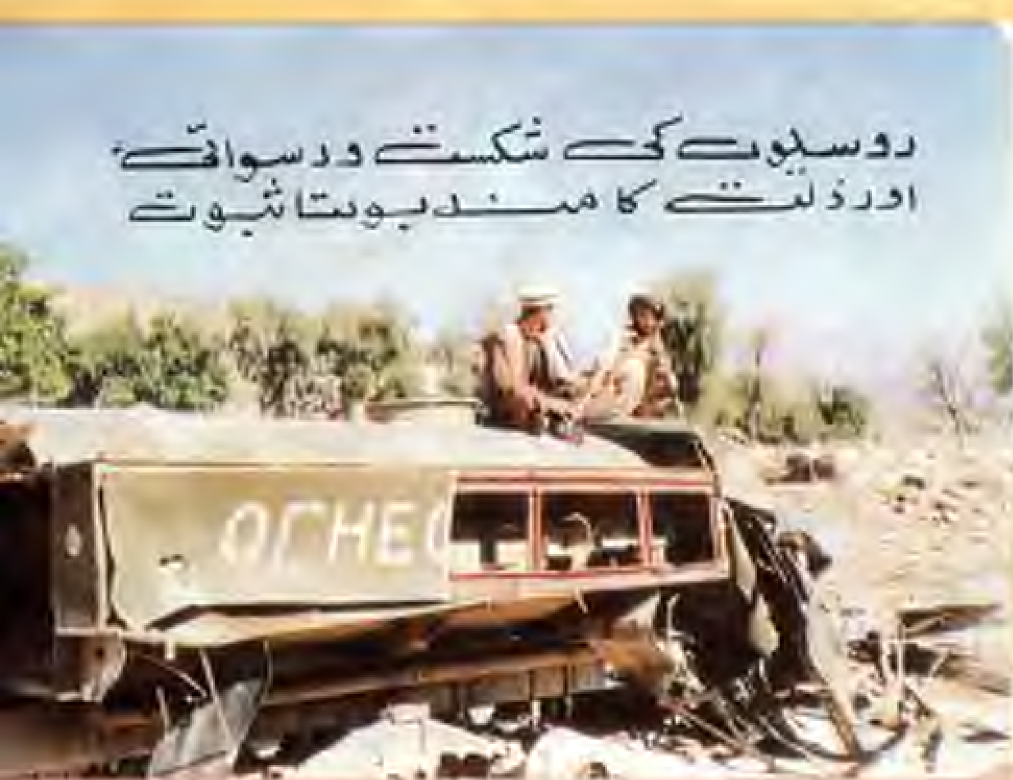
تو اس راسخ العقیدہ مومن مسلمان نوجوان نے دنیوی کاموں کو ٹھکرا کر جہاد کا راستہ اختیار کیا۔

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا ، ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار اور ظُلم کے واسطے ہجرت پر مجبور ہو کر پریشانی اور غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ اِسلامی کا احیاء ۔



روسیوں کی شکست و رسوائی
اور ذلت کا منہ بولتا ثبوت











کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے؟

کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس ایک ہرا بھرا باغ ہو، نہروں سے سیراب، کھجوروں اور انگوروں اور ہر قسم کے پھلوں سے لدا ہوا۔ اور عین اس وقت ایک تیز بگولے کی زد میں آکر جھلس جائے جبکہ وہ خود بوڑھا ہو۔ اور اس کے کمسن بچے ابھی کسی لائق نہ ہوں

(البقرہ)

تشریح:

یعنی اگر تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہاری عمر بھر کی کمائی ایک ایسے نازک موقع پر تباہ ہو جائے۔ جب کہ تم اس سے فائدہ اٹھانے کے سب سے زیادہ محتاج ہو۔ اور از سر نو کمائی کرنے کا موقع بھی باقی نہ رہا ہو۔ تو یہ بات تم کیسے پسند کر رہے ہو کہ دنیا میں مدت العمر کام کرنے کے بعد آخرت کی زندگی میں تم اس طرح قدم رکھو کہ وہاں پہنچ کر یکایک تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا پورا کارنامہ حیات یہاں کوئی کمائی نہیں رکھتا۔ جو کچھ تم نے دنیا کے لئے کمایا تھا۔ وہ دنیا ہی میں رہ گیا۔ آخرت کے لئے کچھ کمائے کر لائے ہی نہیں کہ یہاں اس کے پھل کھا سکو۔ وہاں تمہیں اس کا کوئی موقع نہ مل سکے گا۔ کہ از سر نو اب آخرت کے لئے کمائی کر دو۔ آخرت کے لئے کام کرنے کا جو کچھ موقع ہے اسی دنیا میں ہے۔ یہاں اگر تم آخرت کی فکر کے لئے بقیہ ساری عمر دنیا ہی کی دھن میں لگے رہے۔ اور اپنی عام قوتیں اور کوششیں دنیوی فوائد تلاش کرنے ہی میں کھپاتے رہے۔ تو آفتابِ زندگی کے غروب ہونے پر تمہاری حالت بعینہٖ اس بڈھے کی طرح حسرت ناک ہوگی۔ جس کی عمر بھر کی کمائی اور جس کی زندگی کا سہارا ایک باغ تھا۔ اور وہ باغ عین عالم پیری میں اس وقت جل گیا۔ جب کہ وہ خود نئے سرے سے باغ لگا سکتا ہے۔ اور نہ اس کی اولاد ہی اس قابل ہے کہ اس کی مدد کر سکے۔

بدی کے خلاف جہاد

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو پیغمبر بھی کسی امت میں مبعوث فرمایا۔ تو اس کے کچھ حواری اور اصحاب ہوتے تھے جو ایسے لائق اور مطیع ہوتے تھے کہ اس نبی کے طریقے پر چلتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد ایسا ہوتا تھا کہ ان لائق لوگوں کے جانشین ایسے نالائق ہوتے تھے کہ جو کچھ وہ کہتے تھے وہ خود نہیں کرتے تھے۔ اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ تو جس نے ان کے خلاف جہاد کیا وہ بھی مومن ہے۔ اور جس نے صرف دل ہی میں ان کے خلاف جہاد کیا وہ بھی مومن ہے۔ لیکن اس کے بغیر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ (مسلم)

تشریح:

یہ ایک بہت ہی اہم حدیث ہے۔ جو دراصل اہل ایمان کو ان کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ جو مضامین اس حدیث میں ذکر کئے گئے ہیں وہ پانچ اجزاء پر مشتمل ہیں اور اس سلسلے میں سب سے پہلی بات انبیاءؑ کی آمد اور ان کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی یہاں سے شروع ہو رہا ہے کہ مجھ سے پہلے جو نبی بھی آئے اللہ تعالیٰ نے ان کی بعثت کے ساتھ ہی انہیں اصحاب بھی عطا فرمائے۔ تو پہلی بات نبی کی آمد ہے۔ جو ظاہر ہے کہ برائی کے مٹانے اور بھلائیوں کے عام کرنے کے لئے مبعوث کئے جاتے ہیں۔

پھر یہ مقصد انبیاءؑ سے ان کے حواریوں اور اصحاب تک منتقل ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کام میں انبیاءؑ کے ساتھی معاون اور دست و بازو ہوتے ہیں۔ نبی کی اطاعت ہی انہیں وہ مقام بلند عطا کرتی ہے جو باقی تمام روحانی اور دینی مناصب سے انہیں سرفراز و سربلند کرتا ہے۔ اور انبیاءؑ کا جو ورثہ ان اصحاب تک منتقل ہوتا ہے وہ سیرت کا نور اور کردار کی خوبیاں ہیں اور نبی کی سنت اور طریقہ کار ہے کہ جس کی پیروی کے لئے ان اصحاب نے نبی کی اطاعت کا اقرار کیا ہوا ہوتا ہے اور پھر وہ ساری زندگی اس اقرار کو پورا کرتے ہیں اور اطاعت و پیروی کا نمونہ بن کر دنیا کے سامنے بھلائیوں کے فروغ اور برائیوں کے انسداد کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں۔

یہ مضمون بھی پھر دو پہلو واضح کرتا ہے ایک یہ کہ نبی جس نظام کو لے کر آتا ہے اسی کو برپا کرنے کے لئے پہلے وہ خود میدانِ عمل میں نکلتا ہے اور اس راستہ کی سختیاں برداشت کرتا ہے اور اپنے مشن کو آگے بڑھانے اور عام کرنے کے لئے اسے یہ دوہری جنگ لڑنی پڑتی ہے۔ اس جنگ کا ایک پہلو بھلائیوں کا قیام ہے۔ یعنی معروف کا عام ہونا اور یہی بات قرآن کی اصطلاح میں "امر بالمعروف" کہلاتی ہے۔ یعنی نیکیوں کا حکم دینا اور اس جنگ کا دوسرا محاذ برائیوں کو عملاً روکنا ہے اور پوری طاقت اور قوت کے ساتھ اس سارے نظام کو جڑ سے اکھاڑ دینا ہے جو نیکیوں کی بارآوری میں مانع ہو۔ اسی بات کو قرآن کریم اپنی اصطلاح میں "نہی عن المنکر" کہتا ہے۔ یعنی برائیوں کا مٹا دینا اور انہیں طاقت سے روک دینا۔

کابل انتظامیہ اور انتخابات

ہم اپنے مجاہد اور دانشمند بھائی محمد نسیم "فقیری" صاحب کا تہہ دل سے شکر گذار ہیں جنہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنے قیمتی وقت میں ہمارے لئے " کابل انتظامیہ اور انتخابات " کے عنوان سے مضمون ارسال فرمایا. جس کا اردو ترجمہ تلخیص اور اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہے .... (ادارہ)

آج سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے کی بات ہے کہ جب مجاہدین اسلام کے ہاتھوں ذلت اور رسوائی کابل سودیت فوجوں کا مقدر بن چکی اور جب ہر محاذ پر پیہم شکست نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا. تو کابل انتظامیہ کے نام نہاد سربراہ نے اپنے کریملن نشیں آقاؤں کے اشارے پر ملک میں قومی مصالحت کرانے کا ایک نئے مگر شرمناک ڈرامے کا آغاز کیا اور اپنے ذرائع ابلاغ عامہ کے ذریعے دن رات اس کا راگ الاپنے لگا اور چاہا کہ اس طریقے سے اپنی شکستِ فاش اور ذلت پر پردہ ڈال سکے.

اپریل ۱۹۸۸ء میں کابل انتظامیہ نے اپنی پرانی عادت کے مطابق ملک میں عام انتخابات کرانے کا اعلان اس وقت کیا. جب اسے اور اس کے آقاؤں کو گذشتہ دس برسوں کے دوران راہ اسلام کے جیالے افغان مجاہدین کے ہاتھوں بری طرح شکست کا سامنا کرنا پڑا اور نام نہاد انقلاب ثور جسے وہ ناقابل برگشت اور زوال ناپذیر انقلاب کہا کرتے تھے. اپنی ایمانی قوت اور غیرت افغانی سے مجاہدین نے اسے قابل برگشت اور زوال پذیر کر کے دکھایا. گذشتہ تلخ اور خونین تجارب کو دیکھ کر اب انہیں ہوش آیا اور اپنی ابدی ذلت سے چھٹکارا پانے کے لئے الیکشن کا شرمناک ڈھونگ رچایا. لیکن افغان عوام پر یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے اُن کھوکھلے نعروں اور وعدوں میں کوئی سچائی نہیں جس کا وہ انقلاب کے ابتدائی دنوں میں عوام کو مژدہ سُنایا کرتے تھے. اب اُن وعدوں اور نعروں کے اثرات بالکل زائل ہو چکے ہیں اور ان کے غرور کے سینگ ٹوٹ چکے ہیں. وہ اب افغان عوام کے طوفانی حملوں اور مسلح جہاد سے نجات پانے کے لئے اپنوں اور بیگانوں کے در پر دستک دیکر گلو خلاصی کے لئے بھیک کے ہاتھ پھیلا رہا ہے. کابل انتظامیہ کا عرصۂ حیات تنگ ہو چکا ہے. وہ موت کے دہانے پر کھڑا ہے. اور اسلامی انقلاب کے بھنور میں ایسا پھنس چکا ہے. کہ اب اسے نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا وہ تنکے کا سہارا ڈھونڈ رہا ہے. حتیٰ جھاگ کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ کر اس کا سہارا لینے کی کوشش کر رہا ہے.

کابل انتظامیہ کے موجودہ صورت حال اور ان کے موقف پہلے کی نسبت کافی تبدیلی رونما ہو چکی ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اس امر کا   کرنا قطعی ناممکن ہے

نام نہاد انقلاب ثور کے ابتدائی ڈیڑھ سال کے عرصے میں ان کے نظامی ڈکٹیٹر افسروں اور امن و امان کو بحال کرنے والے اہلکاروں نے ملک میں قتل عام، غارت گری اور جبر و تشدد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ بے شمار نہتے مسلمان عوام کو شہید کر دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے خلق و پرچم پارٹی میں کانٹ چھانٹ کر کے اکثروں کو موت کی نیند سلا دیا جب افغان جیالے مجاہدوں کا جذبۂ جہاد اپنے نقطۂ عروج پر پہنچا اور کابل انتظامیہ کا عرصۂ حیات تنگ ہوتا دکھائی دینے لگا۔ تو ان کے آقاؤں نے ان کی مدد کرنے کی ٹھانی اور ۶ جدی ۱۳۵۸ کو روسیوں نے براہ راست افغانستان میں فوجی مداخلت کر دی۔ اس طرح کابل انتظامیہ کی ڈگمگاتی اور ڈوبتی ہوئی کشتی کو وقتی طور پر سہارا دے کر خطرے سے نکال دیا۔ مختصر یہ کہ ابتدائی ڈیڑھ سال کے دوران ان کے جھوٹے اور پُر فریب نعروں اور چھ جدی کے بعد یعنی آج تک سات سالوں کے دوران وہ اپنے ان پرانے نعروں کو بار بار تکرار کرتے رہے اور پھر یکایک ان وعدوں کو بھلا دیا اور قومی مصالحت اور ائتلافی قائم کرنے کی سازش کا ڈھنڈورا اپنے آقاؤں کے اشاروں پر پیٹنے لگے۔ مگر پھر بھی جب ان کے یہ مذموم عزائم پورے نہ ہو سکے۔ تو انہوں نے لوئے جرگے کا اہتمام کیا۔ ایسا لویہ جرگہ ماضی میں افغان حکمرانوں کا ایک خود ساختہ جرگہ ہوتا تھا۔ اس جرگے میں صرف وہی اشخاص شمولیت حاصل کر سکتے تھے۔ جو جاگیردار اور سرمایہ دار تھے یا حکومت وقت سے ان کا باقاعدہ گٹھ جوڑ ہوتا تھا لویۂ جرگہ کا انعقاد اس لئے کیا گیا کہ اس خود ساختہ جرگہ میں اُنہی اشخاص کو مدعو کیا جائے۔ جو حکومت وقت کے حق میں ہیں ان کی رائے سے کابل انتظامیہ کو ایک قانونی حکومت کی شکل میں دُنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ آخر کار کٹھ پتلی انتظامیہ نے اپنے آقاؤں کے اشاروں پر چل کر نام نہاد لویہ جرگہ کو تشکیل کیا اور روسی حلقہ بگوش غلاموں (خلق و پرچم) اور ایسے دوسرے وطن فروش عناصر کی رائے لے کر نجیب کو ملک کا سربراہ منتخب کیا۔ لہٰذا یہ قانون در اصل ایک سیاسی چال اور فریب ہے اسی قانون کے تحت ملک میں انتخابات کرانے کا بھی وعدہ کیا گیا اور یہ انتخابات ایسے وقت میں کرائے جا رہے ہیں۔ جب عوام کی آزادی اور ان کے تحفظ کا نام ونشان تک موجود نہیں ہے۔

افغان عوام کی آزادی ان کی خود مختاری اور حقوق کو ایک لاکھ پندرہ ہزار روسی فوجوں کے پاؤں تلے روندا جا رہا ہے، عام انتخابات اس وقت کرائے جا سکتے ہیں۔ جب ملک میں امن و امان بحال ہو۔ عوام آزادانہ طور پر اظہار خیال کر کے اپنی رائے دہی کا حق صحیح طور پر استعمال کر سکے۔ کیمونسٹ نظام میں تو عوام کو قطعاً اظہار خیال کرنے کا حق ہی نہیں۔ آزادی اور خود مختاری سرے سے کیمونزم کے خلاف ہے۔ ایک پارٹی والی ڈکٹیٹر شپ کیمونزم کی واضح اور اصل علامت ہے۔ لہٰذا کابل انتظامیہ کے لئے کئے گئے انتخابات کسی بھی اعتبار سے عوام کے لئے قابل قبول نہیں اور یہ ایک سیاسی چال سے کس طرح سے بھی کم نہیں۔

گذشتہ دس برسوں کے دوران افغانستان کے گوشے گوشے میں حق و باطل کا جو معرکہ جانبازان اسلام اور کابل سوویت فوجوں کے درمیان جاری ہے۔ اس میں ایک لاکھ سے زائد روسی مسلح افواج شب و روز کابل انتظامیہ کی مدد کر رہے ہیں مگر پھر بھی اب کابل انتظامیہ اور ان کے آقاؤں کے بس کی بات نہیں کہ حتیٰ وہ ملک کے بڑے بڑے شہروں پر بھی اپنا کنٹرول رکھ سکے اور سر بکف افغان مجاہدوں کے حملوں کو روک کر علاقے میں امن و امان بحال کر سکیں۔ یہ اس امر کی ایک واضح دلیل ہے کہ کابل انتظامیہ محض فراڈ ہے۔ جو کابل انتظامیہ کی رسوائی میں مزید اضافے کا سبب بنا ہے افغانستان کا بیشتر علاقہ کابل سوویت فوجوں کے کنٹرول سے خارج ہو چکا ہے۔ چنانچہ نام نہاد سربراہ ڈاکٹر نجیب نے کئی بار اس امر کا اعتراف بھی کیا ہے کہ ۲۰ سے لے کر ۴۵ تک ملک کے انتخابی حلقے مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔ دلچسپ